طالبان معرفت اور تشنگان طریقت کے لئے رہنما اصول

رسالۃ المسترشدین
اردو ترجمہ

نصاب المریدین

امام ابو عبد اللہ حارث بن اسد المحاسبی رضی اللہ عنہ
(متوفی 273 ہجری)

مترجم:
عطاء المصطفیٰ مظہری
پی ایچ ڈی اسکالر

کتاب محل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طالبان معرفت اور تشنگان طریقت کے لئے رہنما اصول

رسالۃ المسترشدین

اردو ترجمہ

نصاب المریدین

امام ابو عبد اللہ حارث بن اسد المحاسبی رضی اللہ عنہ
(متوفی 273 ہجری)

مترجم:
عطاء المصطفیٰ مظہری
پی ایچ ڈی اسکالر

نام کتاب نصاب المریدین

مصنف: امام ابوعبداللہ حارث بن اسد المحاسبی رضی اللہ عنہ

مترجم: عطاء المصطفیٰ مظہری

سن طباعت ۲۰۱۷ء

قیمت 300/-

کتاب محل

نئی و پرانی عربی، فارسی، اُردو اور انگریزی کتب کا مرکز
اپنی کتابیں پرنٹ کروانے کیلئے رابطہ فرمائیں
مسودہ دیں تیار کتاب لیں

0300-4827500, 0321-8836932
0348-4078844, 0311-7004893

دربار مارکیٹ لاہور

انتساب

سلطان العلماء، استاذ الاساتذہ

حضرت صاحبزادہ محمد عبدالمالک چشتی نظامی مدظلہ عالی

(مہتمم دارالعلوم جامعہ اکبریہ، میانوالی)

کے نام

فہرست مضامین

عنوان | صفحہ

⇨⇨⇨

پیش لفظ

الحمد اللہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین

امابعد! فعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام ابوعبداللہ حارث بن اسد المحاسبیؒ کا شمار متقدمین صوفیہ میں کیا جاتا ہے اور آپ کو علم تصوف پر تصنیف و تالیف کا کام کرنے والے اولین لکھاریوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ آپ امام احمد بن حنبلؒ کے ہم عصر تھے اور امام احمد بن حنبلؒ نے بعض دفعہ آپ کی مجالس وعظ و تذکیر میں شرکت بھی کی تھی۔ امام سبکیؒ نے آپ کی دوسو کتابیں شمار کی ہیں۔ امام غزالیؒ نے آپ کی تصانیف سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔

جہاں تک زیر نظر ''رسالۃ المستر شدین'' کا تعلق ہے اسے امام محاسبیؒ کی انتہائی اہم تالیفات میں ذکر کیا جاتا ہے ترجمہ و تحقیق کے لیے ہم نے اپنے پیش نظر اس نسخہ کو رکھا ہے جس پر تحقیق و تعلیق کا کام شیخ عبدالفتاح ابوعذۃ نے کیا ہے۔ رسالۃ المستر شدین پہلی مرتبہ تحقیق و تخریج کے ساتھ ۱۹۶۴ء میں حلب سے شائع ہوا جبکہ پانچویں مرتبہ ۱۹۸۳ء میں قاہرہ سے شائع ہوا۔ ہمارے پیش نظر مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب کا شائع کردہ نسخہ ہے۔ شیخ عبدالفتاح نے اس رسالۃ المستر شدین پر تحقیق و تخریج کے کام میں شرح وبسط سے کام لیا ہے۔ انھوں نے

بعض مقامات اور مباحث پر اس قدر تفصیل سے کلام کیا ہے کہ انھیں دیکھ کر اگر اسے شرح الرسالۃ المسترشدین کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ بعض مباحث کی طوالت کی وجہ سے شیخ حارث المحاسبیؒ کے اختیار کردہ مضامین سطحِ ذہن سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ بہرحال احادیث کی تحقیق وتخریج میں شیخ عبدالفتاح کی محنت قابل ستائش ہے۔ راقم الحروف نے صرف ''رسالہ'' کے اصل متن کے ترجمہ پر اکتفا کیا ہے اور احادیث کی تخریج میں شیخ عبدالفتاح کی تحقیقات پر اعتماد کیا ہے۔ اور جہاں تک ذیلی عنوانات کا تعلق ہے تو وہ قارئین کی سہولت کے لیے مترجم کی طرف سے ہیں۔

آخر میں انتہائی قابل احترام جناب محمد فہد صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے ادارہ کتاب محل کے ذریعے الرسالۃ المسترشدین کی اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ اللہ پاک ان کے علم وعمل اور جان ومال میں برکت عطا فرمائے۔

عطاء المصطفیٰ
پی ایچ ڈی اسکالر
0332-7664592

تعارف مصنف

طائفہ محاسبیہ کے سرخیل، امام ابوعبداللہ حارث بن اسد المحاسبی بصرہ میں پیدا ہوئے، آپ امام احمد بن حنبل کے معاصرین میں سے ہیں، کثرت محاسبہ کی وجہ سے ''محاسبی'' کے لقب سے مشہور ہوئے، تاریخ ولادت معلوم نہ ہوسکی مگر تاریخ وفات ۲۴۳ ہجری ہے اور بغداد میں آپ کا مزار ہے، آپ کے حالات زندگی الرسالۃ القشیر یہ، طبقات الصوفیہ لسلمی، کشف المحجوب، نفحات الانس، طبقات الشافعیہ الکبریٰ السبکی وغیرہ میں تفصیلاً ذکر کیے گئے ہیں، آپ شافعی المذہب تھے جس کی تصریح امام تاج الدین السبکی الشافعی نے کی ہے۔ امام محاسبی فقہ، حدیث، تصوف اور علم کلام کے امام مانے جاتے ہیں، حجۃ الاسلام امام محمد بن محمد الغزالی نے آپ کی تصانیف سے بہت استفادہ کیا، حافظ ابن حجر عسقلانی نے النکت علی کتاب مقدمۃ ابن الصلاح میں شیخ محاسبی کو علم حدیث و کلام کا امام کہا ہے۔

شیخ ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن القشیریؒ آپ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''آپ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ آپ کو والد کی طرف سے بطور وراثت ستر ہزار درھم ملے، لیکن آپ نے ان میں سے کچھ نہ لیا، اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ آپ کے والد تقدیر کے منکر تھے لہٰذا آپ نے اس میراث کو لینا خلاف تقویٰ جان کر چھوڑ دیا، زہد وتقویٰ کی بدولت اللہ پاک۔ نے آپ کو وہ مقام

عطا فرمایا تھا کہ جب آپ ایسے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھاتے جس میں شبہ ہوتا تو آپ کی انگلیوں پر پسینہ حرکت کرنا شروع کر دیتا اور آپ وہ شے کھانے سے رک جاتے، حضرت ابو عبداللہ بن خفیف فرمایا کرتے کہ ہمارے مشائخ صوفیہ میں سے پانچ کی اقتداء و پیروی کرو اور دیگر کو ان کے حال پر چھوڑ دو، وہ پانچ درج ذیل ہیں۔

حضرت حارث المحاسبی، شیخ جنید بغدادی، شیخ رویم، شیخ ابو العباس بن عطا، شیخ عمرو بن عثمان مکی رحم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

صوفیہ میں آپ سے منسوب طائفہ محاسبیہ کا تعارف کراتے ہوئے حضرت علی بن عثمان معروف بہ داتا گنج بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اما المحاسبیه تولی محاسبیان بابی عبداللہ الحارث بن اسد المحاسبی است رضی اللہ عنہ و دی باتفاق ہم اہل زمانۂ خود مقبول النفس و مقتول النفس بود و عالم بعلوم اصول و فروع و حقایق و سخن وی اندر تجرید توحید بود بصحت معاملات ظاہری و باطنی و نادرۂ مذہب وی آنست کہ رضارا از جملۂ مقامات نپوید و پوید کہ آن از جملۂ احوال است

”طائفہ محاسبیہ کی نسبت حضرت ابو عبداللہ حارث بن اسد المحاسبی رضی اللہ عنہ سے ہے وہ باتفاق مقبول النفس اور مقتول النفس (قاطع النفس) تھے، آپ کا علم حقائق توحید خالص اور اس کے اصول و فروع کو بیان کرتا ہے، آپ کے معاملات ظاہری و باطنی درست تھے، آپ کے مذہب کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ”رضا“ کو مقامات کے بجائے احوال میں شمار فرماتے تھے۔“

آپ ظاہری و باطنی علوم سے آراستہ و پیراستہ تھے اور آپ میں اخلاق د

مروت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور آپ کی تصانیف بھی بہت سی موجود ہیں۔

شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں آپ کے حالات میں حسب ذیل امور کا ذکر کیا ہے۔

جب بھی آپ کسی مشتبہ کھانے کی جانب ہاتھ بڑھاتے تو انگلیاں شل ہو جاتی تھیں، جس کی وجہ سے آپ کو کھانے کے اشتباہ کا پتا چل جاتا تھا۔ چنانچہ آپ ایک مرتبہ بھوک کی حالت میں جنید بغدادی کے ہاں پہنچے اور وہاں اتفاق سے کسی شادی میں سے کھانا آیا ہوا تھا۔ لہٰذا جب وہ کھانا حارث محاسبی کے سامنے پیش کیا گیا تو ہاتھ بڑھاتے ہی انگلیاں شل ہو گئیں۔ لیکن بطور تواضع ایک لقمہ آپ نے منہ میں رکھ ہی لیا اور جب وہ حلق سے نیچے نہ اُترا تو باہر جا کر اگل دیا اور وہیں سے رخصت ہو گئے، پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت جنید سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے گذشتہ واقعہ کے بارے میں آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھ پر خدا کا کرم ہے جب میرے سامنے مشتبہ کھانا آتا ہے تو ہاتھ بڑھاتے ہی انگلیاں شل ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اس روز بھی یہی ہوا لیکن دل شکنی کے سبب میں نے ایک لقمہ منہ میں رکھ لیا مگر وہ حلق سے نیچے نہ اتر سکا اور مجھ کو باہر جا کر اگل دینا پڑا۔ لہٰذا آپ بتائیے کہ وہ کھانا کہاں سے آیا تھا؟ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پڑوسی کے یہاں سے شادی کی تقریب سے آیا تھا۔ پھر حضرت جنید نے اصرار فرمایا کہ آج میرے ہمراہ تشریف لے چلئے پھر آپ کو گھر لے جا کر جَو کی خشک روٹی آپ کے سامنے رکھ دی اور آپ نے شکم سیر ہو کر فرمایا کہ فقراء کی تواضع اس طرح کی جاتی ہے۔

ارشادات واقوال

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ابتدا میں جب کسی کو نماز پڑھنے پر فخر کرتے دیکھتا تو یہ شبہ ہوتا کہ نہ جانے اس کی نماز قبول بھی ہوئی یا نہیں لیکن اب یقین کے ساتھ

کہہ سکتا ہوں کہ ایسے شخص کی نماز ہرگز قبول نہیں ہوتی۔

☆ اور فرمایا: مراتب عالیہ کے حصول کے لیے چند خصائل کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہیں:

کبھی قسم نہ کھائے۔ کبھی دروغ گوئی سے کام نہ لے۔ وعدہ کر لینے کے بعد اس کو ایفاء کرے۔ کسی سے بدلہ نہ لے۔ کسی کے لیے بددعا نہ کرے اور کسی کے کفر و نفاق پر شاہد نہ بنے۔ گناہ سے کنارہ کش ہو کر ظاہری و باطنی کسی طرح بھی قصد گناہ نہ کرے۔ لالچ کو ختم کر کے لوگوں سے نا اُمید رہے۔ سب کو اپنے سے زیادہ بہتر تصور کرتے ہوئے کسی جاہ و مرتبت کا خواہاں نہ ہو اور اگر کوئی ان تمام چیزوں پر عمل پیرا ہو جائے تو انشاء اللہ اس کے لیے سودمند ثابت ہوگا۔

☆ قرب الٰہی کی منزل میں قلب علم کا رقیب بن جاتا ہے۔

☆ احکام الٰہی کی بجا آوری کا نام صبر ہے۔

☆ مصائب پر شاکر رہنے اور ان کو منجانب اللہ تصور کرنے کا نام تسلیم ہے۔

☆ خدا کے دشمنوں سے انقطاع تعلق کا نام حیا ہے۔

☆ ترک دُنیا کا نام حب الٰہی ہے۔

☆ محاسبہ کے ڈر سے گناہ نہ کرنے کا نام خوف ہے۔

☆ مخلوق سے فرار کا نام انس خالق ہے۔

☆ جو مخلوق کے برا سمجھنے پر بھی اظہار مسرت کرے اس کو صادق کہا جاتا ہے۔

☆ بذریعہ ریاضت نفس کو پاکیزہ بنانے سے راہ راست مل جاتی ہے۔

☆ جو شخص دنیا ہی میں جنتوں کی نعمت کا طلبگار ہو اس کو صالح اور قانع لوگوں کی صحبت اختیار کرنی چاہیے۔

☆ عارفین خندق رضا میں اتر کر اور بحر صفا میں غوطہ زنی کر کے وفا کے موتی

حاصل کر لیتے ہیں اور پھر حجاب خفا میں واصل باللہ ہو جاتے ہیں۔ شفقت و وفا کے حصول کے بعد اس سے فوائد حاصل کر لیتے ہیں اور میں محروم ہوں۔

☆ آپ کوئی کتاب لکھ رہے تھے کہ کسی درویش نے عرض کیا کہ معرفت الٰہی کا حق بندے پر ہے یا بندہ کا حق اللہ پر؟ اگر معرفت الٰہی بندہ خود حاصل کرتا ہے تو اس طرح بندے کا حق خدا پر ثابت ہوگا اور بندے کا حق خدا پر ثابت کرنا حرام ہے اور اگر بندے کی معرفت پر اللہ کا حق ہے تو یہ بھی صحیح نہیں کیوں کہ ایسی شکل میں بندے کو اللہ تعالیٰ کے حق کا حق ادا کرنا چاہیے؟ اس منطقی تقریر کا مفہوم سمجھ کر آپ نے کتاب لکھنا بند کر دیا، اس کے علاوہ یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ جب معرفت اللہ ہی کا حق ہے تو معرفت کے باب میں کوئی کتاب تصنیف کرنا لغو ہے اور اللہ تعالیٰ کا بھی یہی ارشاد ہے کہ اِنَّكَ لَاتَهْدِىْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ (القصص ۵۶) یعنی اے نبی! آپ اپنے کسی محبوب شخص کو ہدایت نہیں کر سکتے ، بلکہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے، ہدایت دیتا ہے۔ پھر دوسرا خیال آپ کو یہ بھی پیدا ہوا کہ اللہ کی معرفت کا حق بندے پر ہی ہے اس لیے کہ اسی نے بندے کو معرفت کی توفیق دی لہٰذا بندے کو اس کا حق ادا کرنا چاہیے، اس خیال کے ساتھ ہی آپ نے پھر دوبارہ اپنی تصنیف شروع کر دی۔

وفات

انتقال کے وقت آپ کے پاس ایک درہم تک نہیں تھا، جب کہ بہت سی زمین اور جائیداد آپ کو بطور ترکہ حاصل ہوئی تھی۔ لیکن جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں شریعت کی پیروی کی وجہ سے تمام ترکہ بیت المال میں جمع کر کے خود کچھ بھی نہیں لیا اور فقر و فاقہ کے عالم میں آپ دُنیا سے رخصت ہو گئے۔ بغداد میں وصال ہوا اور وہیں مزار مبارک ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

تالیفات حسنہ

امام تاج الدین السبکی الشافعیؒ نے آپ کی تصانیف کی تعداد دو سو سے زیادہ ذکر کی ہیں، چند مشہور تصانیف درج ذیل ہیں:

☆ الرعایۃ الحقوق اللہ عز وجل۔
☆ التوہم۔
☆ رسالۃ المسترشدین۔
☆ رسالۃ الوصایا۔
☆ شرح المعرفۃ۔
☆ بدء من اناب الی اللہ تعالیٰ۔
☆ المسائل فی الزہد۔
☆ المسائل فی اعمال القلوب والجوارح۔
☆ ماھیۃ العقل ومعناہ واختلف الناس فیہ۔
☆ البعث والنشور۔
☆ کتاب فی الدماء۔
☆ کتاب فی التفکر والاعتبار۔
☆ رسالۃ المراقبہ۔
☆ التنبیہ علی اعمال القلوب فی الدلالۃ علی وحدانیۃ اللہ۔
☆ کتاب العظمۃ۔
☆ القصد والرجوع الی اللہ تعالیٰ۔
☆ کتاب النصائح۔
☆ مختصر کتاب فہم الصلوۃ۔

- ☆ کتاب الرضاء۔
- ☆ فہم القرآن۔
- ☆ فہم السنن۔

یہ فہرست شیخ عبدالفتاح ابو غدۃ کی تحقیق کردہ ہے جب کہ شیخ علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش نے آپ کی ایک کتاب ''کتاب الرغایب'' نامی بھی ذکر کی ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمۃ الکتاب

تمام خوبیاں، قدیمِ اول اور جلیلِ واحد ذات، اللہ عزّ وجل کے لیے ہیں جو شبیہہ ونظیر سے پاک ہے، میں اس کی ایسی حمد وستائش (کی سعی) کرتا ہوں جو اس کی تمام نعمتوں کو پوری ہو اور اس کے تمام انعامات کے حق کو ادا کر سکے۔

اور گواہی دیتا ہوں کہ اللہ رب العزت کے علاوہ کوئی (دوسرا) معبود نہیں، وہ یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، یہ اس کی گواہی جو اس کی ربوبیت کو جانتا ہے اور اس کی جو اس کی وحدانیت کی معرفت سے آشنا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے (محبوب) بندے اور رسول ہیں، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے لیے منتخب فرمایا اور آپ ﷺ پر ہی سلسلہ نبوت ختم فرمایا اور آپ ﷺ کو ہی تمام مخلوقات کے لیے رحمت قرار دیا۔

ارشادِ خداوندی ہے:

"لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ ، وَيَحْىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ" [۱]

ترجمہ: "کہ جو ہلاک ہو تو دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے تو دلیل سے زندہ رہے۔"

۱۔ سورۃ الانفال: ۴۲۔

معرفت خدا اور صاحبانِ عقل

اور اللہ رب العزت نے اپنے مومن بندوں میں سے صاحبانِ عقل کا انتخاب فرمایا، وہی اُس کی ذات کی معرفت اور اُس کے امر کی پہچان رکھتے ہیں، اور اُنہیں وفا شعاری، اخلاقِ حسنہ، خوف اور خشیت الٰہی (جیسی صفات) سے متصف فرمایا۔

فرمان خداوندی ہے:

"اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يُوْفُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَلَا يَنْقُضُوْنَ الْمِيْثَاقَ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ" [1]

ترجمہ: "اور نصیحت تو صاحبانِ عقل ہی مانتے ہیں، اور وہ جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور قول باندھ کر پھرتے نہیں، اور جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا ہے اسے جوڑتے ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور حساب کی برائی سے اندیشہ رکھتے ہیں۔"

۱۔ سورۃ الرعد: ۲۱۔۱۹۔

صوفیہ کا نصاب العمل: کتاب وسنت کی پاسداری

لہٰذا اللہ پاک نے جس کا شرح صدر کیا، تصدیق کو اس کے قلب میں پیوست کیا تو وہ (خدا کو پانے کے لیے) اس وسیلہ وذریعہ کی طرف راغب ہوا۔ تو (ایسے) صاحبانِ فکر ودانش کے لیے اللہ پاک نے بطور نصاب، کتاب اللہ میں بیان کردہ شرعی حدود وقیود کی پاسداری، سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور ہدایت یافتہ آئمہ کے اجماعی امور کی رعایت کو لازم کردیا اور اسی (منہج) کو اس صراط مستقیم سے تعبیر کیا جس کی طرف اپنے بندوں کو دعوت دیتے ہوئے اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ، وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰىكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" ۱

ترجمہ: "بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے، اس پر چلو، کسی دوسرے راستے کی اتباع نہ کرو جو تمہیں راہ خدا سے جدا کردیں گے، یہ تمہیں حکم فرمایا شاید کہ تم تقویٰ اختیار کرو"

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"عَلَیْكُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ، عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ" ۲

ترجمہ: "تم میرے بعد میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لینا، اور ان کے طریقے کو مضبوطی کے ساتھ دانتوں سے پکڑ لینا۔"

۱۔ سورۃ انعام: ۱۵۳۔

۲۔ یہ حدیث مبارکہ درجہ حسن صحیح میں ہے اور اس کو امام احمد نے مسند میں امام ترمذی نے سنن میں روایت کیا۔

امام ابوعبداللہ حارث المحاسبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تجھے اس بات کا ادراک ہونا چاہیے کہ کتاب اللہ کے معاملہ میں تجھ پر فرض ہے:

☆ وعدہ (ثواب) اور وعید (عذاب) کے معاملہ میں خوف اور امید کی کیفیت میں رہنا۔

☆ متشابہ امور پر ایمان رکھنا۔

☆ قرآن کے واقعات اور مثالوں پر اعتماد کرنا لہٰذا اگر تو نے (مذکورہ بالا) امور کو اختیار کیا ہے تو پھر تو حقیقتاً جہالت کی اندھیر نگری سے نورِ علم کی طرف، اور مصیبتِ شک سے راحتِ یقین کی طرف آیا ہے۔

اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا:

"اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْر"[1]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا والی، انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکالتا ہے۔

وہی اہلِ فکر و دانش اس امتیاز کو برقرار رکھتے اور اللہ پاک کے لیے اس میں رغبت ظاہر کرتے ہیں جنھوں نے احکام ظاہر پر عمل کیا اور خود کو شبہات سے محفوظ رکھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ، وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ، وَ بَيْنَ ذٰلِكَ اُمُوْرٌ مُتَشَبِهَاتٌ"[2]

ترجمہ: "حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں"

امور مشتبہ کو ترک کرنا اختیار کرنے سے بہتر ہے۔

۱۔ سورۃ البقرۃ: ۲۵۷۔ ۲۔ بروایت حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ یہ حدیث مبارکہ مسند احمد، بخاری و مسلم، ابوداؤد، ترمذی و ابن ماجہ میں ہے۔

نیت: اساس عمل

امام حارث المحاسبی فرماتے ہیں:
نیت میں تفکر کر اور ارادے کی خوب معرفت حاصل کر کیونکہ جزا تو نیت ہی کے مرہون منت ہے، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"اِنَّمَا الا اَعۡمَالُ بِالنِّیَّاتُ : وَاِنَّمَا لِکُلِّ امۡرِیءٍ مَانَوٰی" ۱
ترجمہ: اعمال کا مدار صرف نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے عمل کا ثمرہ وہی ہوگا جس کی اس نے نیت کی۔
"خوف خدا کو اپنے اوپر لازم کرلو۔"
رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ النَّاسُ مِنۡ یَدِہٖ وَلِسَانِہٖ ، وَالۡمُؤۡمِنُ مِنۡ اَمِنَ النَّاسِ بوَائقَہ" ۲
ترجمہ: "مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ بچے رہیں اور مومن وہ ہے جس کے شر اور مصیبت سے لوگ محفوظ رہیں۔"

۱۔ بخاری و مسلم نے صحیحین میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔
۲۔ یہ روایت قدرے مختلف الفاظ سے دیگر کتب حدیث میں بھی ہے، امام احمد، نسائی، ترمذی، حاکم اور ابن حبان نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا۔ "المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدیہ، والمومن من امنہ الناس علی دمائھم و اموالھم"

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اطاعت کے ذریعے اور اس کی اطاعت کرو خوف کے پیش نظر، اپنے ہاتھوں کو مسلمانوں کے خون سے رنگین نہ کرو، اپنے پیٹوں کو ان کے اموال سے اور اپنی زبانوں (کے شر سے) ان کی عزت و ناموس کو محفوظ رکھو۔''

محاسبہ نفس

تمام خواطر و تصورات میں نفس کی نگرانی کرتے رہو، ہر سانس میں دھیان و گیان خدا کی طرف رکھو"

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"تم لوگ اپنے نفس کا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمہارا حساب لیا جائے اور (اعمال نفس) کا موازنہ کرو اس سے قبل کہ تمہارے اعمال کا وزن کیا جائے اور خود کو بڑی پیشی کے لیے تیار رکھو، کہ جس دن کوئی چھپنے والی جان چھپ نہ پائے گی۔" [1]

دین کے معاملہ میں خدا سے ڈرتے رہو، تمام معاملات میں اسی سے امید رکھو، اور جو مصیبت تمہیں درپیش ہو اس پر صبر کرو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا:

"اپنے گناہ کے علاوہ کسی سے خوفزدہ نہ ہو، اور نہ رب کے علاوہ کسی سے امید رکھ، جس بات کا تجھے علم نہیں کسی سے اس کے بارے میں پوچھ کر علم حاصل کرنے کے معاملہ میں شرم نہ کر، اور اگر تجھ سے کسی ایسی بات کے بارے میں سوال ہو جس کا تجھے علم نہیں تو بغیر کسی شرمندگی کے کہہ دے لا اعلم میں نہیں جانتا"

۱۔ امام ترمذی نے سنن میں "ابواب صفۃ القیامۃ" میں تعلیقاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حسب ذیل الفاظ سے یہ فرمان نقل کیا ہے: "حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا، و تزینوا للعرض الاکبر، و انما یخف الحساب یوم القیامۃ علی من حاسب نفسہ فی الدنیا"

مصائب و آلام پر صبر کی روش

امام ابو عبداللہ حارث المحاسبی فرماتے ہیں:

تجھے اس بات کا علم ہونا چاہیے

کہ صبر ایمان کے لیے ویسے ہی ہے جیسے جسم کے لئے سر، لہٰذا جب سر جدا ہوتا ہے تو دھڑ ختم ہو جاتا ہے اور جب تو ایسی بات سنے جو تیری عزت و آبرو کے پیراہن کو تار تار کر کے تجھے غضب میں مبتلا کرے تو تو معاف کر اور درگزر کرنے کی روش اختیار کر کہ یہ عزم و ہمت والے کاموں میں سے ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''خدا سے ڈرنے والا کبھی بھی غیض و غضب کے ذریعے خود کو سامان راحت و فرحت مہیا نہیں کرتا اور جس کو دولت تقویٰ نصیب ہو جائے وہ کبھی خواہشات کا پجاری نہیں بنتا اور اگر قیامت کا دن نہ ہوتا تو دنیا کا منظر نامہ مختلف ہوتا۔''

اپنی حالت کی نگہبانی کرتے رہو، دوسروں کی عیب جوئی کرنے کے بجائے اصلاح نفس میں مشغول رہو، جیسے کہا جاتا ہے کہ کسی شخص کے برا ہونے کے لیے کافی ہے کہ لوگوں کی ایسی باتوں کے اظہار کا خواہش مند ہو کہ جن کے متعلق اپنے بارے میں اخفا کا قائل ہو، اور لوگوں کی ایسی باتوں کو ناپسند کرے جو خود اس میں موجود ہوں۔ اپنے مصاحب کو اذیت سے دوچار کرے اور لوگوں سے فضول گفتگو کرے۔

ترک تدبیر کرتے ہوئے اپنی عقل کو (مشیت) خدا کے لیے استعمال کرو اور صرف مقادیر کے معاملہ میں اللہ پاک سے استعانت طلب کرتے رہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں:

''اے ابن آدم مال و دولت (کے ملنے پر) تکبر میں مبتلا نہ ہو اور نہ فقرو فاقہ (کی صورت میں) مایوس ہو اور نہ ہی مصائب سے غمزدہ ہو اور نہ آسودگی حیات پر خوش ہو، بہر حال سونے کو آگ میں ڈال کر جانچا جاتا ہے لہٰذا مرد صالح کی پرکھ بھی مصائب کے ذریعے ہوتی ہے۔ ۱

تجھے تیری مراد ترک شہوات کے ذریعے حاصل ہوگی اور تُو اپنی امیدوں تک رسائی ناپسندیدہ امور پر صبر کے ذریعے حاصل کرے گا اور جو تجھ پر فرض ہے اس کی رعایت و حفاظت میں خوب خوب مجاہدہ کر اور رب کے ارادہ و مشیت پر راضی رہ۔

۱۔ اس مفہوم سے مشابہ حدیث مبارکہ امام حاکم نے المستدرک میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، جس کے الفاظ حسب ذیل ہیں: ''ان اللہ لیجرب احدکم بالبلاء وھو اعلم بہ کما یجرب احدکم ذھبہ بالنار''

فقر و غنا اور تقسیمِ خدا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا:

''رب کی تقسیم پر راضی ہو جاؤ لوگوں سے بڑھ کر غنی ہو جاؤ گے، رب کے حرام کردہ کاموں سے مجتنب رہو، لوگوں سے زیادہ متقی و پرہیزگار بن جاؤ گے، اور رب کے دیئے گئے احکام و فرائض کو اختیار کرو لوگوں سے بڑھ کر تمہیں زہد و عبادت کی دولت عطا ہو گی''

اپنے رحیم (و کریم) آقا کی شکایت اس سے مت کر جو تجھ پر رحم نہیں کرتا، اللہ پاک سے مدد طلب کرتے رہو تم خاصان خدا میں سے ہو جاؤ گے۔

حضرت عبادہ بن صامت فرماتے ہیں۔

''لوگوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے ناامیدی ظاہر کرنا ہی (اصل) غنا ہے اور لالچ سے بچتے رہنا اور لوگوں کے سامنے اپنی ضروریات پیش نہ کرنا ہی (حقیقی) فقر ہے اور جب تو نماز پڑھ تو ایسی نماز پڑھ جیسا دنیا سے جدا ہونے والا پڑھتا ہے۔''

❁❁❁

واعظ بے عمل کا وبال

امام ابوعبداللہ حارث المحاسبی فرماتے ہیں:

تجھے اس بات کا ادراک کرنا چاہیے کہ اس وقت تک حلاوت ایمان کو نہیں پاسکتا جب تک کہ اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہ لائے حق بات پر کاربند رہو، خدا نور بصیرت کو مزید جلا بخش دے گا اور ان لوگوں میں سے نہ ہونا جو (نیکی) کا حکم تو دیتے ہیں لیکن خود اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے، ان کا گناہ انہیں کو پہنچتا ہے انہیں خدا کی ناراضی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"کَبُرَ مَقْتاً عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" [۱]

"اللہ تعالیٰ کو یہ بات کیسی سخت ناپسند ہے کہ وہ بات کہو جس پر (خود عمل) نہ کرتے ہو"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"مَنْ وَعَظَ وَلَمْ یَتَّعِظْ وَزَجَرَ وَلَمْ یَنْزَجِرْ، وَنَھٰی وَلَمْ یَنْتَہِ فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنَ الْخَائِبِیْنَ" [۲]

"جس نے (دوسروں کو تو) وعظ کیا لیکن خود اس سے نصیحت حاصل نہ کی، زجر و توبیخ کی لیکن خود تنبیہ حاصل نہ کی، (دوسروں کو) منع کیا لیکن خود اس سے نہ رکا تو ایسا شخص اللہ کے ہاں خسارہ پانے والوں میں سے ہے۔"

❀ ❀ ❀

۱۔ سورۃ الصف:۳۔

۲۔ اس حدیث کے متعلق شیخ عبدالفتاح لکھتے ہیں: ھذا الحدیث لم اقف علیه فیما رجعت الیه من کتب الحدیث الصحیح والضعیف والموضوع، فاحت اعلم به

بہترین مجالست

صاحب عقل متقی کے علاوہ کسی سے میل جول نہ رکھ اور نہ صاحب بصیرت عالم کے کسی کی مصاحبت اختیار کر، نبی رحمت ﷺ سے پوچھا گیا:

"اَیُّ جُلَسَائِنَا خَیْرٌ؟"

کون سا ہم نشین بہتر ہے؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ ذَکَّرَکُمْ بِاللّٰہِ رُؤْیَتُہٗ وَ زَادَکُمْ فِیْ عِلْمِکُمْ مَنْطِقُہٗ وَذَکَّرَکُمْ بِالْآخِرَۃِ عَمَلُہٗ" [۱]

"جس کے دیدار سے تجھے خدا کی یاد آ جائے، جس کی گفتگو تیرے علم میں اضافہ کرے اور جس کا عمل یوم آخرت یاد دلا دے۔"

امام حارث المحاسبی فرماتے ہیں:

حق کے سامنے تواضع اختیار کرتے ہوئے سرنگوں ہو جا، یادِ خدا پر ہمیشگی اختیار کر کہ اس سے قرب خدا نصیب ہوگا۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

"جُلَسَاءُ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الْخَاضِعُوْنَ الْمُتَوَاضِعُوْنَ الْخَائِفُوْنَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا" [۲]

۱۔ اس حدیث مبارکہ کو امام جلال الدین سیوطی نے الجامع الصغیر میں بھی ذکر کیا۔

۲۔ یہ حدیث مبارکہ صرف کتب صوفیہ میں مذکور ہے۔

”قیامت کے دن اللہ رب العزت کے ہم نشین خشوع وخضوع کرنے والے، اس سے خائف رہنے والے اور کثرت سے اس کا ذکر کرنے والے ہوں گے۔“

ناصحانہ اسلوب وطریق کی فضیلت

نصیحت وخیر خواہی کو اللہ جل جلالہ اور مومنین کے ساتھ مخصوص کرلو، اپنے (ہر) معاملہ میں پیکران خشیت الٰہی سے مشاورت کرو۔

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا

''اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَاءُ'' ۱

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ سے اپنے بندوں میں علماء ہی ڈرتے ہیں''

اور نبی رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:

''الدین النصیحة'' ۲

''دین تو سراسر خیر خواہی ہے''

امام حارث المحاسبی فرماتے ہیں:

تجھے یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ

جس نے تجھے نصیحت کی تو فی الحقیقت اس نے تجھ سے محبت اور دوستی کی اور جس نے تیری خوشامد کی تو اس نے تجھ سے دھوکہ کیا اور جو تیری نصیحت کو قبول نہ کرے وہ تیرا بھائی نہیں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اس قوم کے لیے کوئی بہتری نہیں جس میں نصیحت کرنے والے نہ ہوں اور نہ اس قوم کے لیے کوئی خیر خواہی ہے جو ناصحین کو پسند نہ کرتے ہوں۔

۱۔ سورۃ فاطر:۲۸۔

۲۔ یہ حدیث صحیح مسلم میں بروایت حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ ہے۔

تصورِ خیر وشر

(زندگی کے) ہر مرحلے پر سچائی کا دامن تھام لو، خلاصی پا جاؤ گے، فضولیات سے بچو، سلامتی سے رہو گے بلاشبہ سچائی نیکی کی طرف اور نیکی رضائے خدا کی طرف ہدایت عطا کرنے والی ہے جب کہ جھوٹ، فسق وفجور تک پہنچاتا ہے اور فسق وفجور خدا کی ناراضی لاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بے مقصد کلام (کسی سے) نہ کرو، نہ تو کم عقل سے اور نہ ہی حلیم الطبع سے، اپنے بھائی کو ایسے یاد کرو جیسے تیری خواہش ہے کہ وہ تجھے یاد کرے۔

اس شخص کی طرح عمل کرو جو اس بات سے باخبر ہے کہ

نیکی واحسان پر صلہ وجزا ہے جب کہ

جرائم پر مواخذہ وسزا ہے۔

تسلسل کے ساتھ شکر خدا بجا لاتے رہو، اپنی امیدوں کو کم کرو، حصول عبرت کے لیے قبروں کی زیارت کرو اور زمین پر اس طرح چلو کہ قلب وباطن (کی دنیا) میں خود کو میدان محشر میں محسوس کرو۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

عمل یوں کرو گویا کہ خدا کو (بے حجاب) دیکھ رہے ہو، خود کو مردوں میں شمار کرو، اس بات کو جان لو کہ برائی کبھی بھلائی نہیں جاتی اور نہ ہی نیکی کو فنا ہے اور اس بات کو بھی (ذہن نشین) کرلو کہ

تھوڑا سا (مال) جو تمہیں بے نیاز کر دے اس زیادہ سے بہتر ہے جو خدا کا باغی بنا دے اور مظلوم کی آہ سے بھی بچو۔

❁ ❁ ❁

فکر آخرت اور اس کے ثمرات

لہٰذا سفر آخرت کے لیے سامان اور زادراہ کا بندوبست کرلو، اپنے نفس کو خود وصیت کرنے والے بن جاؤ اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جن کو (دوسروں) کی وصیت درکار ہوتی ہے۔

اپنے معاملہ میں تفکر کرو اور غفلت کی نیند سے بیدار ہو جاؤ کیونکہ تجھ سے تیری عمر کے بارے میں سوال ہوگا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

کہ اگر ابن آدم حصول معرفت خدا کے لیے تفکر و تدبر کرے تو یہ جہد (مسلسل) اس کے لیے بہتر ہے۔

حضرت امام ابوعبداللہ حارث المحاسبی فرماتے ہیں:

تجھے اس بات کا ادراک بھی ہونا چاہیے:

کہ جس نے فکر آخرت کو اپنالیا تو دنیاوی معاملات میں اس کے لیے اللہ جل شانہ کافی ہے جس طرح رسول پاک ﷺ نے فرمایا:

"تَفَرَّغُوا مِن هُمُومِ الدُّنيا مَا اسْتَطَعْتُم، فانَّهُ مَن كانت الدُّنيا اكبر هَمِّهِ أفشَى اللّٰهُ عَلَيه ضَيعَتَهُ، وَجَعَلَ فَقْرَهُ بين عينيهِ، و مَنْ كانت الآخرةُ اكبر هَمِّهِ جَمَعَ اللّٰهُ لَه أمْرَهُ، و جَعَلَ غناهُ فى قلبه و ما اقبل عبدٌ بقلبه الى اللّٰه عزوجل الّا جعل اللّٰه قُلُوبَ المومنين تَنْقَادُ اليه بالرحمةِ و المَوَدَّةِ" [۱]

۱۔ امام جلال الدین سیوطی نے الجامع الصغیر میں بھی اس حدیث کو روایت کیا۔

ترجمہ: ’’جس قدر ہو سکے تفکرات دنیا سے فراغت حاصل کرو، کیونکہ جس کو سب سے زیادہ فکر و غم دنیا کا ہو گا تو اس کے معاملات کو اللہ پاک اسکے سامنے کھول دے گا اور اپنے فقر و افلاس کا وہ عینی شاہد ہو گا اور جس کو سب سے زیادہ فکر آخرت لاحق ہو گی تو اللہ پاک اس کے معاملہ کو مجتمع فرمائے گا اور اس کے دل کو غنی کر دے گا اور جو اپنے قلب و باطن کے ساتھ بارگاہ خدا کا قصد و ارادہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے قلوب کو اپنی رحمت و مؤدت سے اس کا فرمانبردار بنا دے گا‘‘

امورِ دینیہ میں جنگ وجدال سے اجتناب

اے بھائی قرآن میں شک وشبہ دین کے معاملہ میں جنگ وجدال اور کلام میں تحدید سے بچو اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جن کے بارے میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"وَاِذَا خَاطَبَہُمُ الْجَاہِلُوْنَ قَالُوْا سَلَاماً" [1]

ترجمہ: "اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں بس سلام"۔

ادب کو لازم کرلو، غصہ اور خواہشات سے خود کو جدا کرلو، اسباب بیداری پر کاربند رہو، نرمی کو ہتھیار بنالو۔

اور سلامتی کو جائے پناہ سمجھو، فراغت کو غنیمت جانو، دنیا کو سواری اور آخرت کو منزل سمجھو۔

ا۔ سورۃ الفرقان: ۶۳۔

خواہشات نفسانی اور ان سے اجتناب

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
اللہ جل شانہ نے مومن کے لیے سوائے جنت کے کہیں راحت نہیں رکھی۔
نفس کی جھوٹی امیدوں، نفسانی خواہشات کے حملوں، شدتِ شہوت، فریب دشمن اور مقامات غفلت سے (کلیتاً) مجتنب رہو۔

رسول پاک ﷺ نے فرمایا:
"أعدى أعدائكَ نفسُكَ الّتى بين جَنبَيكَ" ۱
"تیرا دشمن تو (خود) تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو کے درمیان ہے"
ہر وہ معاملہ جس میں تجھ پر حق (کی حقانیت) واضح نہ ہو پا رہی ہو تو اسے کتاب اللہ، سنت رسول اللہ ﷺ اور آداب صالحہ پر پیش کرو اور اگر پھر بھی معاملہ پردۂ اخفاء میں رہے تو پھر ان لوگوں کی رائے کو اختیار کرو جن کے دین اور عقل و دانش پر تجھے اعتماد ہو۔

امام حارث المحاسبی فرماتے ہیں:
اس بات کا علم بھی تجھے ہونا چاہیے کہ بہر صورت قبول حق کی شہادت خود تیرا نفس دے گا، کیا تو نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان میں نظر نہیں کی؟
"اِستَفتِ قَلْبَكَ وَاِنْ اَفْتَاكَ الْمُفتُون" ۲

۱۔ امام بیہقی نے اس حدیث کو کتاب الزھد میں روایت کیا۔
۲۔ امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں حضرت وابصہ بن معبد الاسدی سے اس حدیث کو روایت کیا۔

''اپنے دل سے فتویٰ طلب کر، چاہے اصحاب فتویٰ تجھے فتویٰ دیتے رہیں۔''

مضبوط علم کے ساتھ اپنے اعضاو جوارح کو مقید رکھو، معرفتِ قربِ خدا کی بدولت اپنے احوال کی نگہبانی کرو، اور خود کو اس کی بارگاہ میں یوں کھڑا کرو جیسے کہ ''عبد متجیر'' (اگر ایسا کرو گے تو پھر ضرور) اسے شفقت ورحم کرنے والا پائے گا۔

❀❀❀

قرب خدا کے حصول کا ذریعہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَ جَلَّ یُنْزِلُ الْعَبْدَ مِنْ نفسِہٖ بِقَدْرِ مَنْزِلَتِہٖ مِنْہُ''

ترجمہ: ''بے شک اللہ جل شانہ کسی شخص کو اپنی بارگاہ میں اتنی ہی قدر و منزلت عطا کرتا ہے جتنی کہ وہ شخص اپنے (قلب و باطن) میں خدا کو دیتا ہے''۔

اور یہ وصف خشیت الٰہی اور اللہ پاک کی ذات کے متعلق علم و معرفت سے پیدا ہوتا ہے۔

یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ جس نے (اطاعت کے لیے) اللہ رب العزت کا انتخاب کیا تو اللہ پاک اسے اپنی (رضا و قرب) کے لیے خاص کر لیتا ہے جس نے اس کی اطاعت کی تو وہ اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور جس نے اس کے لیے کوئی شے ترک کر دی تو وہ اسے (کبھی) بھی عذاب نہیں دے گا۔ جیسا کہ محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''دَعْ مَا یَرِیْبُکَ اِلَی مَا لَا یَرِیْبُکْ'' ۲

''مشتبہ کو چھوڑ کر غیر مشتبہ شے کو اختیار کرو''

لہٰذا جو شے تم خدا کے لیے ترک کرو گے تو اس سے محروم نہیں ہو گے۔

۱۔ ابن ابی الدنیا، بزار، طبرانی اور بیہقی نے اس کو روایت کیا اور کہا کہ یہ روایت صحیح الاسناد ہے۔

۲۔ مسند احمد۔ سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، صحیح ابن حبان اور مستدرک الحاکم میں یہ حدیث مبارکہ ہے۔

مختصر مگر جامعیت سے بھر پور نصائح

امام حارث المحاسبی فرماتے ہیں:
دل کو سوءِ ظن (بدگمانی) سے بچا کہ حُسنِ تاویل کو اپناؤ، اپنی امیدوں کو کم کر کے حسد کو دور کرو اور سلطنت خدا کا تصور کر کے تکبر سے نجات پاؤ اور جو فعل تجھے عذر خواہی پر مجبور کرے اسے چھوڑ دو اور تکلف میں ڈالنے والی ہر حالت سے اجتناب کرو۔

اپنی امانت کی حفاظت طلب علم سے کرو، اور اپنی عقل و دانش کو اہل حلم (بردبار لوگوں) کے آداب میں قلعہ بند کرو، ہر موقع پر صبر کے لیے مستعد رہو، ذکرِ خدا کے لیے خلوت کو لازم کرلو، نعمتوں پر شکر بجالاتے رہو، ہر معاملہ میں خدا سے استعانت چاہو، ہر حال میں اللہ سے استخارہ کرو، اپنے ہر معاملہ میں اللہ جل شانہ کے ارادہ (ومشیت) پر نکتہ اعتراض نہ اٹھاؤ، خدا کی ملاقات کا سبب بننے والے ہر محبوب و پسندیدہ عمل کو اپنے اوپر لازم کرلو، ہر وہ بات جو دوسروں میں تجھے ناپسند ہے اسے اپنے اخلاق و عادات سے جدا کرلو، ہر اس شخص کی صحبت سے کنارہ کشی اختیار کرلو جس کی معیت ہر گزرتے دن کے ساتھ تیرے اندر (جذبہ) خیر و بھلائی کو مزید جلا نہ بخشے، عفو و درگزر کو اپنا شعار بنالو۔

اس بات کو بھی ذہن نشین کرلو کہ مومن کی سچائی کو ہر حال میں پرکھا جاتا ہے اور مصائب پر صبر کے لیے بطور آزمائش اس کا نفس ہمہ وقت مطلوب رہتا ہے، اپنے نفس پر اللہ کے لیے نگہبان ہوتا ہے، دلیلِ حق پر ثابت قدم رہو کہ یہی ذریعہ نصرت ہے۔

❁ ❁ ❁

علمِ بصیرت سے حصولِ عرفان

علم بصیرت تو صرف علم کی سچی تڑپ سے عطا ہوگا، علم وعرفان کے چشمے ابل پڑیں گے، اور پھر خالص توفیق والے علم کی تمیز تم خود کرلو گے، سبقت تو عمل کرنے والے کے لیے ہے۔ خشیت تو صاحب علم کے لیے ہے، توکل، صاحب اعتماد کے لیے ہے، خوف صاحب یقین کے لیے اور انعام الٰہی میں اضافہ تو شکر کرنے والے کے لیے ہے، اس بات کو ذہن نشین رکھو کہ انسان کو فہم وفراست (کی دولت) اس کی عقل اور علم کے حساب سے دی جاتی ہے لہٰذا تقویٰ واطاعت اللہ کے لیے ہے۔ مباحث صدق کے ساتھ تفکر کے مواقع میں (نظر کرنے سے) مقام صدق حاصل ہوگا۔ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

"وَكَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ" ۱

"اور اس طرح ہم ابراہیم (علیہ السلام) کو زمین اور آسمان کی بادشاہت دکھاتے ہیں تاکہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائے۔" ۲

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

"تعلمو الیقین فانی اتعلمہ"

علم یقین حاصل کرو کہ میں بھی اسے حاصل کرتا ہوں۔

۱۔ سورۃ الانعام: ۷۵۔

۲۔ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں قدرے مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے اور بعض نے اسے کسی صوفی بزرگ کا قول بھی شمار کیا ہے۔

معرفت خداندی اور عقل وعلم کا رابطہ

امام ابوعبداللہ حارث المحاسبی فرماتے ہیں:

اس بات کا بھی ادراک کرنا چاہیے کہ ہر وہ فعل جو تین چیزوں کی صحبت و معیت سے خالی ہو، وہ فریبی اور مکار عقل ہے جس میں معصیت کو اطاعت پر، جہالت کو علم پر اور دنیا کو دین پر برتری دے۔ اور ہر وہ علم جو تین اشیاء کی سنگت سے محروم ہو تو اس پر حجت زیادہ ہے۔ قطع رغبت کے ساتھ ایذاء دینے سے رک جانا، خشیت کے ساتھ عمل کا وجود، شفقت ورحمت کے ساتھ انصاف کرنا۔

جاننا چاہیے کہ عقل سے بڑھ کر حصول زینت کا کوئی ذریعہ نہیں اور لباس علم سے بڑھ کر کوئی لباس خوبصورت نہیں، کیونکہ معرفت الٰہی صرف عقل سے حاصل ہوتی ہے اور اطاعت خداوندی محض علم سے ممکن ہے۔

اصول احوال کی اساس

امام ابو عبداللہ حارث المحاسبی فرماتے ہیں:

تجھے اس بات کا علم بھی ہونا چاہیے کہ اہل معرفت نے اصول احوال کی بنیاد شواہد علم پر رکھی اور فروعات میں تفقہ کیا، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول نہیں دیکھا:

"مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ. وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْم مَالَمْ يَعْلَمْ" [۱]

ترجمہ: جس نے اپنے علم پر عمل کیا، اللہ تعالیٰ نے اسے اس علم کی وراثت بھی عطا کر دی جسے وہ نہیں جانتا تھا۔

اور اس کی علامت عنایت خدا کے سبب علم کا ترقی پانا اور اتباع شریعت کے ذریعے علم کا زیادہ ہونا ہے، لہٰذا جس کا علم زیادہ ہو تو اسی کو زیادہ خوف خدا ملا اور جس کا عمل بڑھا تو اسی کو عجز و انکساری میں ترقی ملی۔

۱۔ ابو نعیم نے الحلیۃ الاولیاء میں اسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قول کے طور پر ذکر کیا ہے۔

سالکان طریقت کیلئے راہنما اصول

اور وہ اصل جو (خاصان خدا) کے طریقے کی بنیاد ہے وہ یہ ہے کہ سچائی کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا التزام کرنا، لذات نفسانی پر علم کو مقدم رکھنا اور تمام مخلوقات سے مستغنی ہو کر خالق (سے لو لگانا) پس تو ان لوگوں کے آثار و شواہد کو ڈھونڈ جن کے علم سے خوف، عمل سے بصیرت اور عقل سے معرفت میں اضافہ ہو، لیکن اگر ادب کا فقدان تیرے لیے ان کے منہج و طریق سے رکاوٹ بنے تو پھر ملامت نفس کی طرف پلٹ یہ بھی یاد رکھ اہل علم پر صاحبان اخلاص کے اوصاف مخفی نہیں رہ سکتے یہ بھی جان لے کہ ہر فکر ادب سے لبریز اور ہر علم اشارات سے بھرپور ہوتا ہے، اس کا امتیاز اسی کو نصیب ہوتا ہے جو مراد خدا سے آگاہ اور اس کے خطاب اور کلام سے فوائد یقین (کے موتی) چن سکتا ہو، بندہ صدق و صفا کی علامات (حسب ذیل ہیں) اس کا مشاہدہ عبرت سے بھرپور، اس کی خاموشی فکر و تدبر سے معمور، اس کا کلام ذکر خدا سے (مخمور) ہو، جب کسی شے سے روکا جائے تو صبر کا دامن تھام لے، جب اسے کچھ عطا کیا جائے تو شکر (کے طریق پر گامزن ہو) مصیبت میں مبتلا ہونے پر رجوع الی اللہ کرے، جب اس کی ذات کا انکار کیا جائے تو حلیم و بردبار بن جائے اور جب اسے جان لیا جائے تو منکسر المزاج بن جائے۔ جب وہ کسی کو سکھائے تو نرمی سے اور جب اس سے سوال کیا جائے تو سخاوت کا مظاہرہ کرے۔ محبت خدا کا ارادہ کرنے والے کے لیے شفاء، طالب ہدایت کا معاون بنے، سچائی اختیار کرنے والے کا ساتھی، نیکوکار کے لیے

جائے پناہ، حق نفس کے معاملہ میں قریب الرضا جب کہ حق خدا کے بارے علو ہمت رکھنے والا (ہوتا ہے)۔

یہ بھی یاد رکھ کہ:

اس کی نیت عمل سے بہتر، عمل اس کے قول سے فائق تر ہو، حق اس کی آماجگاہ، حیاء اس کی جائے پناہ، اس کے ورع و پرہیزگاری سے اس کا علم مترشح ہوتا ہو، تقویٰ اس پر شاہد، نور بصیرت سے بھرپور اس کی بصارت حقائق علم سے پُر اس کی گفتگو اور اس کے دلائل پختہ یقین سے عبارت ہوں۔

❁ ❁ ❁

خصائل حمیدہ تک رسائی کا ذریعہ

خصائل حسنہ تک اسی کو رسائی ملتی ہے جو مجاہدہ نفس کرے، اطاعت پر استقامت اس کی نیت ہو، اللہ تعالیٰ سے سراً اور اعلانیہ (ہر دو حالتوں) میں خائف رہے، امیدوں کو کم کرے۔ بحر ابتھال (آنسوؤں کا سمندر) کے ذریعے نسیم نجات کو قلعہ بنائے۔

اس کے اوقات غنیمت، احوال سلامت ہوں، نہ فریبی دنیا کی آرائش و زیبائش اسے دھوکے میں مبتلا کرے اور نہ ہی سراب نسیم کی چمک دمک میدان محشر کی ہولنا کی سے غافل کرے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ:

عاقل، جب علم صحیح اور یقین ثابت سے ہمکنار ہوتا ہے تو جان جاتا ہے کہ ماسوائے صدق وسچائی کے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے کوئی شے اسے نجات نہیں دلوائے گی، سچائی کی طلب اور ایسے اوصاف واخلاق کے حامل لوگوں کی رغبت رکھتا ہے تاکہ ممات سے قبل حیات حاصل کر سکے۔ اور وفات کے بعد دار آخرت کے لیے مستعد ہو سکے۔ جب سے اس نے خدا کے اس فرمان کو سنا، اس نے اپنا نفس ومال اس کی بارگاہ میں فروخت کر دیا:

"اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ"[۱]

"بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان

۱۔ سورۃ التوبہ: ۱۱۱۔

جنت کے بدلے خرید لیے ہیں"

پس وہ جہالت کے بعد وحشت کے انس و محبت سے سرشار ہوا، بعد کے بعد قرب نصیب ہوا، تھکان کے بعد راحت ملی، اپنے کام کی طرف ہوا اور تفکرات کو مجتمع کیا۔

❁ ❁ ❁

خاصانِ خدا کے اوصاف

لہٰذا اس کا شعار واثق باخدا ہونا اور حال صاحب مراقبہ ہونا ہے۔ کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو نہیں دیکھا۔

"اُعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّكَ تَرَاہُ ، فَاِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاكَ" [۱]

ترجمہ: اللہ کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

جاہل اسے ناواقف اور خاموش گمان کرتا ہے حالانکہ اس کی حکمت نے اسے خاموش کر دیا اور احمق انہیں بے ہودہ گفتگو کرنے والا سمجھ بیٹھا جب کہ (فی الحقیقت) اللہ تعالیٰ کی طرف جذبہ خیر خواہی نے انہیں کلام کرنے پر مائل کیا۔ اور اس نے ان کو غنی و مالدار سمجھا، جب کہ دست سوال سے بچنے کے سبب وہ غنی ہوا۔ اور انہیں فقیر سمجھا گیا جب کہ تواضع نے انہیں فقر سے (متصف کر دیا)۔

وہ نہ تو فضول کاموں میں باز پرس کریں اور نہ اپنی حیثیت سے زیادہ کا تکلف کرتے ہیں۔ (اسی طرح) نہ وہ شے لیتے ہیں جس کی انہیں حاجت نہ ہو اور نہ اس شے کو چھوڑتے ہیں جس کی حفاظت ان کے ذمے ہو، وہ خود تھکاوٹ میں رہ کر دوسروں کو راحت مہیا کرتے ہیں انہوں نے ورع و پرہیزگاری سے حرص کو موت دے دی، تقویٰ سے طمع و لالچ کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا اور نور علم سے شہوتوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا پس ایسے ہی ہو جاؤ۔ ایسوں کی سنگت اختیار کرو، ان

۱۔ صحیح مسلم میں حدیث جبرائیل میں ہے۔

کے احوال و آثار کی اتباع کرو ان کے اخلاق عالیہ سے جڑ جاؤ کہ یہی خزانہ مامون ہیں۔

ان کے بدلے مصائب دنیا خریدنے والا فریب میں رہتا ہے یہی مصائب میں سامان استعداد فراہم کرنے والے ہیں، دوستوں کے لیے قابل بھروسہ ہیں اگر تجھے ان کی ضرورت ہوگی تو تجھے غنی کر دیں گے۔ اور اگر رب کی عبادت کریں تو تجھے (اپنی دعاؤں) میں نہ بھولیں گے۔

''اُولٰٓئِکَ حِزْبُ اللّٰہ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰہ ھُمُ الْمُفْلِحُوْن '' [۱]

''اور یہ اللہ کی جماعت ہے اور خبردار اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے''

۱۔ سورۃ مجادلہ: ۲۲۔
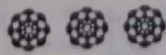
امراضِ قلب، اسباب اور علاج

امام ابو عبداللہ حارث المحاسبی فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ تیرے قلب و باطن کو فہم و فراست سے وسعت بخشے، تیرے سینے کو نور علم سے منور کرے اور تیرے تفکرات کو یقین سے لاحق کردے۔

میں نے قلب پر وارد ہونے والی ہر مصیبت کا ذریعہ وسبب فضول کاموں کو پایا ہے۔ اور اس کی اصل دنیا میں عدم واقفیت کی بنیاد پر داخل ہونا اور باوجود علم کے دارِ آخرت کو بھول جانا ہے۔ اور نجات تو ورع کے باب میں ہر مجہول کو ترک کردینے میں اور یقینی طور پر ہر معلوم (حلال) کو اختیار کر لینے میں ہے اور میں نے فسادِ قلب کو دین کے بگاڑ کا ذریعہ پایا، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو نہیں دیکھا:

''اَلَا وَاَنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَۃٍ اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ، وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہ، اَلَا وَھِیَ الْقَلْبُ'' [۱]

''خبردار جسم میں گوشت کا ایک لوتھڑا ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام جسم درست رہتا ہے اور جب اس میں بگاڑ آئے سارا جسم برباد ہو جاتا ہے اور جان لو وہ قلب ہے''۔

اور یہاں ''جسد'' سے مراد دین ہے کیونکہ اعضاء و جوارح کی درستی و بربادی کا مدار دین پر ہے۔

❀❀❀

۱۔ صحیحین میں حضرت نعمان بن بشیر سے مروی یہ روایت ہے۔

فساد قلب کا بنیادی سبب

اور فساد قلب کی اصل وجہ محاسبہ نفس کو چھوڑ دینا اور لمبی امیدوں کے دھوکے میں مبتلا ہو جانا ہے اور جب تو اصلاح قلب کا ارادہ کرے تو پھر اپنے عزم وارادہ پر ثابت رہ اور خواطر نفس کی نگرانی کر، ان میں سے (جو تفکرات وخیالات رضائے الٰہی کے لیے ہوں انہیں اختیار کر اور دیگر کو چھوڑ دے اور کثرتِ ذکرِ موت سے امیدوں کی کمی پر مدد طلب کر، میں نے فضولیات کا اصل محرک دل کو پایا ہے اور ان کا اظہار کان، آنکھ، زبان، غذا اور لباس کے ذریعے ہوتا ہے۔ فضولیات سماعت سے سہو اور غفلت جنم لیتی ہے۔ فضولیات بصارت سے حیرت اور غفلتِ برآمد ہوتی ہے۔ فضولیات لسان سے زیادہ سے زیادہ کی رغبت اور بدعت کا ظہور ہوتا ہے۔ فضولیات غذا سے برائی کی طرف رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اور فضولیات لباس فخر ومباہات اور خودنمائی کا باعث بنتی ہے۔

❁❁❁

قبولیت توبہ کی شرائط

فضولیات کو چھوڑ دینا باعث فضیلت ہے۔ لیکن اعضاء و جوارح کی حفاظت فرض ہے اور اس سے پہلے توبہ بھی فرض ہے اور اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لازم قرار دیا۔ ارشاد فرمایا:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا" ۱

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے"

اور نصوحاً کا مطلب ہے کہ جس کام سے تائب ہو پھر اس کی طرف نہ پلٹے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو اپنے رب کے حضور مرنے سے پہلے توبہ کر لو اور اپنی مشغولیت و مصروفیت سے پہلے اعمال صالح کے ذریعے اس کا قرب حاصل کر لو۔

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ تُوْبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا، وَتَقَرَّبُوْا اِلَی اللّٰہِ بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَشْغَلُوْا" ۲

یہ بھی امر ذہن نشین رہے کہ

چار اشیاء کے بغیر توبہ درست نہیں ہوتی۔

قلب کو اصرارِ گناہ سے روکنا۔

ندامت سے استغفار (کو وطیرہ بنانا)۔

غصب کردہ حقوق کا لوٹانا۔

❁ ❁ ❁

۱۔ سورۃ تحریم: ۸۔ ۲۔ یہ حدیث سنن ابن ماجہ میں ہے۔

حواس سبعہ اور ان کے فرائض

حواس سبعہ کے ذریعے اعضاء کی حفاظت کرنا اور (حواس سبعہ یہ ہیں)
کان، آنکھ، زبان، ناک، ہاتھ، پاؤں اور دل۔

فرائضِ قلب کا بیان

دل پر ہی آبادی اور بربادی کا مدار ہے۔ کیونکہ یہی تمام اعضاء کا سردار ہے۔ اللہ تعالٰی نے ہر عضو کے لیے امر و نہی کے فرائض مقرر کیے ہیں، جب کہ ان کے مابین (بعض میں) اباحت اور (بعض میں) سہولت بھی دی ہے اور بندہ خدا کے لیے ان کا ترک باعث فضیلت ہے۔ ایمان اور توبہ کے بعد دل پر حسب ذیل امور کو لازم کر دیا:

اخلاص فی العمل، بوقت شبہ حسن ظن کا اعتقاد رکھے، واثق باللہ ہو، عذاب خدا سے خائف اور فضل الٰہی کا امیدوار ہو۔ بکثرت روایات قلب کے معنی ومفہوم کے بارے میں روایت کی گئیں چند درج ذیل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِنَّ مِنَ الْمُؤمِنِیْنَ مَنْ یَلِیْنُ لَہ قَلْبِی" [1]

مومنوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ جن کے لیے میرا دل نرم وملائم ہو جاتا ہے۔

اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ بھی فرمایا:

"اِنَّ الْحَقَّ یَاتِی وَعَلَیْہِ نُورٌ، فَعَلَیْکُمْ بِسَرَائِرِ الْقُلُوب" [2]

۱۔ امام احمد بن حنبل نے "مسند" میں اس حدیث کو روایت کیا۔

۲۔ یہ حدیث بھی حضرت حارث المحاسبی سے بیان کردہ ہے اور شیخ عبدالفتاح کو دورانِ تخریج نہیں ملی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

’’بے شک حق سراپا نور بن کے آتا ہے لہٰذا تم پر اسرار قلوب کی حفاظت لازم ہے‘‘۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

’’دل کبھی راغب اور پیش قدمی پر مائل ہوتے ہیں تو کبھی اچاٹ اور پیچھے پلٹ جانے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ان کے رغبت وسبقت کے وقت کو غنیمت جانو اور ان کے اچاٹ ہو جانے اور پیچھے ہٹنے کے وقت چھوڑ دو‘‘

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

دل کی مثال آئینے جیسی ہے کہ زیادہ وقت ہاتھ میں رہنے سے زنگ آلود ہو جائے تو یا جانور کی طرح کہ جب اس سے غفلت برتی جائے تو سرکشی کرے۔

بعض حکماء نے کہا:

دل کی مثال اس گھر جیسی ہے جس کے چھ دروازے ہوں پھر تم سے کہا جائے کہ ’’خبردار ہوشیار رہنا ان دروازوں میں سے کوئی داخل نہ ہونے پائے ورنہ گھر برباد ہو جائے گا‘‘

پس دل وہ گھر ہے اور آنکھ، زبان، کان، ہاتھ اور پاؤں اس کے دروازے ہیں۔لہٰذا اگر کوئی بھی دروازہ عدم توجہی کی بنیاد پر کھلا رہ گیا تو گھر منہدم ہو جائے گا۔

فرائض زبان کا بیان

امام ابو عبداللہ حارث المحاسبی فرماتے ہیں کہ:

فرائض زبان میں سے ہے کہ حالت خوشی اور حالت غضب میں سچائی سے وابستہ رہے، ظاہراً اور باطناً دوسروں کی ایذارسانی سے خود کو روکے اور خیر و شر میں مبالغہ آرائی کو ترک کردے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ ضَمِنَ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ ضَمِنْتُ لَهُ عَلَى اللهِ الْجَنَّةَ" ا

"تو جو کوئی مجھے دو جبڑوں کے درمیان (زبان) اور دو رانوں کے درمیان (شرمگاہ) کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"وَهَلْ يَكُبُّ النَّاسَ فِي النَّارِ عَلَى مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ أَلْسِنَتِهِمْ" ۲

"لوگ محض اپنی زبانوں کی کٹائی شدہ کھیتیوں کی وجہ سے اوندھے منہ جہنم میں گر رہے ہیں۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أُنْذِرُكُمْ فُضُولَ الْكَلَامِ، حَسْبُ أَحَدِكُمْ مَا يَبْلُغُ بِهِ حَاجَتَهُ، فَإِنَّ الرَّجُلَ يُسْأَلُ عَنْ فُضُولِ كَلَامِهِ كَمَا يُسْأَلُ عَنْ فُضُولِ مَالِهِ"

"میں تمہیں فضول گفتگو کرنے سے ڈراتا ہوں، تم کو بقدر ضرورت ہی کلام کافی ہے، بے شک جہاں انسان سے زائد مال کا سوال ہونا ہے وہیں فضول گفتگو پر بھی باز پرس ہوگی"

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ اللهَ عِنْدَ لِسَانِ كُلِّ قَائِلٍ، فَاتَّقَى اللهَ امْرُؤٌ عَلِمَ مَا يَقُولُ" ۳

۱۔ امام بخاری نے "صحیح" میں حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مسند احمد، سنن نسائی، ابن ماجہ اور ترمذی میں ہے۔

۳۔ امام سیوطی نے الجامع الصغیر میں اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اسے روایت کیا ہے۔

''بے شک اللہ تعالیٰ ہر کہنے والے کی زبان کے (بالکل) قریب ہے، لہٰذا وہی اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے جو اپنی کہی ہوئی بات کو پرکھ لیتا ہے۔''

فرائض بصارت کا بیان

اور آنکھ کے فرائض میں سے ہے کہ:

غیر محرم عورتوں کے سامنے نظروں کو جھکایا جائے اور مستورات اور پردہ نشینوں کو جھانکنے سے بچا جائے۔

اور حضرت حذیفہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اَلنَّظْرُ سَهْمٌ'' مِنْ سِهَامِ اِبْلِیْس ، فَمَنْ تَرَکَهُ مِنْ خَوْفِ اللّٰهِ آتَاهُ اللّٰهُ اِیْمَانًا یَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِیْ قَلْبِهٖ'' [1]

''نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے، پس جس نے خوف خدا کی وجہ سے اسے ترک کیا تو اسے ایسا ایمان عطا کیا جائے گا جس کی حلاوت کو وہ اپنے دل میں محسوس کرے گا''۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس نے نظر کو حرام سے بچا کر نگاہوں کو جھکایا تو اس کی شادی اسی کی پسندیدہ حور عین سے کی جائے گی اور جو لوگوں کے گھروں کے اوپر سے جھانکتا ہے تو وہ حشر کے دن اندھا ہو کر آئے گا۔

اور حضرت داؤد الطائی نے ایک شخص سے (جو کسی کو بنظر غائر دیکھ رہا تھا) کہا:

اے فلاں! اپنی نگاہیں پھیر لو ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ فضول نظر بازی کے بارے میں بھی اسی طرح پوچھا جائے گا جیسے فضول کاموں کا سوال ہوگا۔

۱۔ حاکم نے المستدرک میں اسے روایت کیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ پہلی نظر تو معاف ہے لیکن دوسری نہیں۔

بہر حال اچانک پڑ جانے والی نظر تو معاف ہے لیکن آزادانہ اور بے قابو نظر بازی پر ضرور مواخذہ ہوگا۔

فرائض سماعت کا بیان:

کانوں کے فرائض کلام ونظر کے تابع ہیں تو جن امور میں کلام کرنا اور جن چیزوں کی طرف نظر کرنا ممنوع ہے ان کو سننا اور لذت حاصل کرنا بھی حلال نہیں ہے۔ اور جو معاملات تم سے پوشیدہ ہیں ان کے پیچھے پڑنا تجسس کہلاتا ہے۔

اور لہو وغنا کا سننا اور مسلمانوں کو ایذاء دینا مردار اور خون کی طرح حرام ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ہمیں غیبت کرنے سے اور سننے بھی منع کیا گیا اور چغلی کھانے اور دوسروں کی چغلی سننے سے بھی منع کیا گیا

حضرت قاسم بن محمد علیہ الرحمۃ سے گانا سننے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ حق کو باطل سے جدا کرے گا تو غناء کس طرف ہوگا کہا گیا باطل کے پلڑے میں، آپ نے اس پر فرمایا:

''اب اپنے ضمیر سے فتویٰ پوچھو''

زبان کے بعد انسان کے لیے سب سے زیادہ نقصان دہ عضو کان ہے کیونکہ یہی دل کی طرف تیز ترین پیغام بر اور وقوع فتنہ کے قریب ترین ہے۔

حضرت وکیع بن الجراح کے حوالے سے ذکر کیا گیا کہ آپ نے فرمایا:

میں نے ایک بدعتی سے ایک جملہ سنا تھا بیس سال ہونے کو ہیں آج تک اس کو کانوں سے نہیں نکال سکا اور جب حضرت طاؤس کے پاس کوئی بدعتی آتا تو

آپ کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں اس کی بات سن نہ لیں۔

قوتِ شامہ کے فرائض کا بیان:

اور ناک کے فرائض سماعت اور بصارت کے تابع ہیں، ہر وہ شے جس کا سننا اور دیکھنا حلال ہے اس کا سونگھنا بھی جائز ہے اور روایت کیا گیا کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیز کے پاس کستوری لائی گئی تو آپ نے خود کو اس کی خوشبو سونگھنے سے روک لیا، پوچھنے پر فرمایا ''محض اس کی خوشبو سے انتفاع ممکن ہے''

ہاتھ اور پاؤں کے فرائض میں سے ہے کہ نہ تو حرام کی طرف بڑھیں اور نہ ہی حق سے رکیں۔ حضرت مسروق نے فرمایا:

''انسان جو بھی قدم اٹھاتا ہے، اس کا اچھا یا برا ہونا لکھ دیا جاتا ہے''

بنت سلیمان نے حضرت عبدۃ بنت خالد بن معدان کو لکھا ''کبھی ہمیں شرف زیارت وملاقات بخشیں'' عبدۃ بنت خالد نے جواباً لکھا:

''امابعد! میرے والد حضرت خالد بن معدان اس بات کو ناپسند خیال کرتے کہ ایسا راستہ اختیار کیا جائے کہ جس میں حفاظت خدا کی ضمانت نہ ہو یا ایسا کھانا تناول کیا جائے کہ جس کے ذرائع کے بارے میں قیامت کے دن پوچھا جائے تو خبر نہ ہو، میں بھی ہر اس شے کو مکروہ سمجھتی ہوں جس سے میرے والد کراہت کرتے تھے۔ والسلام علیک!''

❁ ❁ ❁

نصاب صوفیہ پر عمل کا طریقہ کار

اور اگر کوئی کہے کہ اس عمل کا کیا طریقہ ہے تو اسے بتایا جائے (کہ حسب ذیل امور کو اختیار کرے)

☆ آئمہ متقین کے طریق ومنہج کا التزام کرے۔
☆ معرفت راہ کے لیے صاحبان ہدایت کے آداب کو پیش نظر رکھے۔
☆ بیدار نگاہی سے محاسبہ نفس کرے۔
☆ مبنی بر انصاف عمل کرے۔
☆ ایذاء رسانی سے بچے۔
☆ ترک احسان کرتے ہوئے ضرورت سے زائد اشیاء کی سخاوت کرے۔
☆ بغیر حسد کے درست سمت اختیار کرے۔
☆ گمنامی کو چاہتے ہوئے قناعت اختیار کرے۔
☆ سلامت روی کی خواہش سے زیادہ سے زیادہ خاموشی اختیار کرے۔
☆ خلق خدا سے تواضع سے پیش آئے بغیر وحشت کے۔
☆ خلوت میں ذکر خدا کو محبوب رکھے۔
☆ قلب کو خدمت کے لیے فارغ کرے۔
☆ مراقبہ کے ذریعے تفکرات کو مجتمع کرے۔
☆ طریق استقامت سے طلب نجات کرے۔

اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

''اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ'' ١

ترجمہ: بے شک جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ڈٹ گئے تو نہ انہیں (دنیا میں) خوف ہے اور نہ وہ (آخرت میں) غمگین ہوں گے۔

حضرت سفیان بن عبداللہ الثقفی رضی اللہ عنہ کہنے لگے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے لیے ایسا امر بیان فرما دیجیے جس کے ساتھ ہم مضبوطی سے جڑ جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قُلۡ آمَنۡتُ بِاللّٰہِ ثُمَّ اسۡتَقِمۡ'' ٢

کہہ دو، میں اللہ پر ایمان لایا اور پھر اس پر ڈٹ جاؤ۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اطاعت خدا پر استقامت کرو اور مکار لومڑیوں کی طرح ادھر ادھر نہ ہو''

حضرت ابو العالیہ الریاحی نے فرمایا:

استقامت اختیار کرو، اور دین، دعوت اور عمل کو اللہ کے لیے خالص کر لو۔

اور اصل استقامت تو تین میں ہے۔

کتاب وسنت کی اتباع کرنا اور جماعت کو لازم پکڑنا۔

اس بات کو بھی ذہن نشین کرے کہ

بہترین طریقہ نجات یہ ہے کہ علم پر عمل پر، اجتناب معاصی بسبب خوف خدا، غنا باللہ ہو، اس لیے اصلاح احوال میں مشغول رہو محتاج خدا رہو، شبہات سے

١۔ سورۃ الاحقاف: ١٣۔

٢۔ امام مسلم نے اس روایت کو ''صحیح'' میں روایت کیا۔

بچو، لوگوں کے سامنے اپنی حاجتوں کو کم کرلو، ان کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے کرتے ہو، اسی پر ناپسندیدہ امور کو بھی قیاس کرلو، راز فاش نہ کیا کرو، اپنے نفس سے گناہ کی باتیں نہ بیان کیا کرو، اور نہ ہی گناہ صغیرہ پر اصرار کیا کرو، فقرو فاقہ میں خدا سے فریاد چاہو، ہر حال میں اسی کے محتاج رہو، ہر معاملہ میں توکل بر خدا کرو، ہوائے نفس سے خود کو جدا کرلو، اپنے آپ کو انتظار کی طرف آمادہ نہ کرو، تمہارا تذکرہ ''گمنامی'' ہو، شکر خدا پر مداومت رکھو، کثرت سے استغفار کرو، اپنے افکار و نظریات میں تدبر کرو، موارد عجلت میں تجھ پر غور وفکر کرنا لازم ہے۔ لوگوں سے میل جول کے وقت حسن ادب کو اختیار کرو، اپنی ذات کے لیے لوگوں پر غصہ مت کرو مگر خدا کے لیے اپنے نفس کو ضرور ملامت کرو۔ کسی کو برائی سے بدلہ نہ دو۔ جاہل سے اپنی مدحت و تعریف سننے سے بچو اور نہ ہی کسی اور سے اسے قبول کرو۔ ہنسنا کم کرو اور مزاح سے بھی بچو۔

اپنے دکھوں کو پوشیدہ رکھو۔ (اپنے فقر کو ظاہر نہ کرو) توکل بر خدا کو چھپاؤ۔ محاسن فقر اور امید تمہارا اشعار ہو، ان میں سے ہو جاؤ جو وعدہ خدا پر یقین اور وعید خدا سے خائف رہتے ہیں تم ضرور بر ضرور ایسی دشواری میں نہ پڑو جس کے تم مکلّف نہیں جس کام کا مطالبہ تم سے کیا گیا وہ ذمہ داری نبھانے میں سستی نہ کرو، ہر عطا کے لیے محتاج خدا رہو، نجات کے خواہاں رہو، جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کر اور جو تجھے محروم رکھے تو اسے عطا کر، رضائے خدا کے لیے تعلق توڑنے والے سے رشتہ جوڑ، جو الحب فی اللہ کا پیکر ہو اسے ترجیح دو، اپنے بھائیوں کے لیے اپنا جان و مال لٹادو حقوق مولیٰ کی پاسداری کرو، نہ اپنی کی ہوئی نیکی کو عظیم و برتر سمجھو اور نہ ہی اپنے کیے ہوئے گناہوں کو حقیر جانو۔
علم کو مزین کرنے سے اسی طرح بچو جس طرح اپنے عمل پر تکبر سے بچتے

ہو، کسی ایسے باطنی ادب پر اعتقاد نہ رکھو جو علم ظاہر سے متناقص و متصادم ہو، اللہ کی اطاعت کرو چاہے لوگ ناخوش ہی کیوں نہ ہوں اور معصیت خدا کا ارتکاب کرتے ہوئے لوگوں کی اطاعت نہ کرو، اللہ کے لیے اپنے جہد میں سے کوئی شے بچا کر نہ رکھو، اپنے نفس کے محض کسی ایک عمل پر اللہ کے لیے راضی مت ہو جاؤ، ان کے سامنے اپنی نماز کے لیے قلب و نفس و عقل کے ذریعے کھڑے ہو جاؤ۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کی گئی زکوٰۃ کو شوق اور رغبت سے ادا کرو، اپنے روزہ کو غیبت و جھوٹ سے بچاؤ۔ پڑوسی، مسکین اور قرابت دار کے حق کا لحاظ کرو، اپنے اہل خانہ کو مودب بناؤ، غلاموں سے نرم رویہ رکھو، انصاف قائم کرنے والے ہو جاؤ جیسا کہ تمہیں حکم دیا گیا، بھلائی کے کام میں جلدی کیا کرو، مشتبہ امور کو چھوڑ دیا کرو، مومنوں کے ساتھ لازماً رحم سے پیش آؤ، ہر معاملہ میں حق بات کہو، نہ بکثرت قسمیں کھاؤ چاہے تم سچے بھی ہو، وسعت گفتار سے بچو چاہے (کتنے ہی) بلیغ ہو، دین میں تکلف سے بچو اگرچہ تم عالم ہی ہو، کوئی بھی بات کہنے سے قبل اسے علم پر پیش کرو۔

کوشش عمل کے بعد خوف خدا کو لازم کر لو، لوگوں کے ساتھ اس طرح برتاؤ کرو جس سے تمہارا دین سلامت رہے، اور اصلاً مداہنت سے بچو۔

لوگوں کے ساتھ اخلاق حسنہ سے پیش آؤ، جس چیز کا علم نہیں تو بغیر کسی شرم کے کہہ دو واللہ اعلم (اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے) ایسے شخص کے سامنے اپنی کوئی بات نہ کرو جس کو اس سے دل چسپی نہیں۔ بغض رکھنے والے شخص کے سامنے اپنے دین کی سخاوت نہ کرو، ان مشقتوں میں نہ پڑو جن کی طاقت نہیں رکھتے۔ اہانت پر آمادہ شخص کے سامنے اپنی ذات کو قابل عزت رکھو، خود کو رذائل اخلاق سے بچاؤ، صرف امانت دار سے معاملہ اخوت رکھو، اپنے راز لوگوں کے

سامنے افشامت کرو، کسی شخص کے ساتھ اس کی حالت سے تجاوز نہ کرو، اور نہ اس سے ایسے علم سے مخاطب ہو جس کی استطاعت اس کی عقل میں نہیں۔ جس معاملہ کی طرف تمہیں نہ بلایا جائے اس میں دخل مت دو، مجالس علماء کی تکریم کرو اور حکماء کی قدر و منزلت پہچانو۔

احسان کرنے والے کے لیے دعا کرنا (ہرگز) ترک نہ کرو، جاہلوں سے بچو، بے وقوفوں سے بردباری کرو، اپنے معاملہ میں ان سے مشاورت کرو جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، مظلوم بھائی کی مدد کرو، اگر ظالم ہو تو اسے حق کی طرف پھیرو، اس کا حق اسے دے دو اور اپنے حق کا مطالبہ نہ کرو، مقروض کو آسانی دو اور یتیموں اور بیواؤں سے نرمی کا معاملہ کرو، فقراء میں سے صابرین کو تکریم دو، اور اغنیاء میں سے مصیبت زدوں پر رحم کرو، نعمت پر کسی سے حسد نہ کرو اور نہ کسی کی غیبت کرو۔

خوف محاسبہ کے پیش نظر اپنے نفس پر سوء ظن (بدگمانی) کا دروازہ بند کر لو، اچھی تاویل کے ذریعے حسن ظن (خوش گمانی) کا دروازہ کھول لو۔

ناامیدی (سے بچتے ہوئے) لالچ کا دروازہ بند کر دو، قناعت کے ذریعے غنا کا دروازہ کھول لو: ''اضافت مکارہ'' سے ذکر خدا کو پاک کرو۔

اپنے اوقات (سے کچھ) حاصل کرو اور ہر گزرنے والے دن اور رات کی (قدر) پہچانو، (یعنی وقت ضائع نہ کرو)۔

ہر وقت تجدید توبہ کرتے رہو، اپنی عمر کے تین حصے کرو، ایک حصہ علم کے لیے، ایک عمل کے لیے اور ایک حقوقِ نفس اور دیگر لازمی حقوق کے لیے، ماضی سے عبرت حاصل کرو، ان دو گروہوں کے بارے تفکر کرو جن میں سے ایک تو رضائے خدا کے سبب جنت کا مستحق ہو گا جب کہ دوسرا خدا کی ناراضی کی وجہ سے جہنم جائے گا، قرب خدا کی معرفت حاصل کرو اور کراماً کاتبین کی تکریم کرو، خدا کی نعمتوں

کوفہم وفراست سے استعمال کرواوران پر خدا کا شکراوراس کی تعریف وثنا کرو۔

بارگاہ خدا میں اپنے مقام کو دیکھ کر فریب نفس سے بچو، از روئے حقارت لوگوں کے حق کو حقیر نہ جانو کہ یہ زہر قاتل ہے، لوگوں کی ناراضی کی وجہ سے ان کی نظروں میں گر جانے کے خوف سے بچو، اور فقر و احتیاج کے (خوف سے بھی) کہ موت تو قریب ہی ہے اور جہاں تک ممکن ہو اپنے اعمال صالحہ کو پوشیدہ رکھو۔

(کوئی) مشورہ طلب کرے (تو اس کی بھلائی کی خاطر) اپنی پوری کوشش لگا دو، اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرو تو عزم صمیم سے کرو اور اس کی خوشنودی کے لیے قطع تعلق کرو تو حزم واحتیاط سے کرو، دوستی متقی عالم سے کرو اور مجالست صرف صاحب بصیرت عقل مند سے کرو، جو آئمہ تم سے پہلے گزر چکے ان کے مقتدی بن جاؤ اور جو لوگ تمہارے بعد ہیں ان کے معلم بن جاؤ، متقیوں کے لیے امام اور طالبان ہدایت کے لیے جائے پناہ بن جاؤ کسی سے شکایت کا اظہار نہ کرو اور نہ دین کے بدلے دنیا کھاؤ، اپنے لیے عزلت نشینی کا حصہ بھی رکھو، کسی سے ماسوائے حلال کے کچھ نہ لو، اور اسراف سے بچو، دنیا سے بقدر ضرورت روزی پر ہی قناعت کرو، باغات علم سے ادب (کی خیرات ضرور) حاصل کرو، انس ومحبت کو مقامات خلوت میں حیاء کو قبائل نفس میں، کیفیت اعتبار کو تفکر کی وادیوں میں اور حکمت کو خوف کے باغات (میں ڈھونڈو) اللہ تعالیٰ کے احکامات کی مخالفت کے باوجود اس کے متواتر احسانات کو، ذکر خدا سے اعراض برتنے کے باوجود اس کی بردباری کو، قلت حیاء کے باوجود اپنے گناہوں کی پردہ پوشی (جیسے انعامات) کی معرفت حاصل کرو، اپنی محتاجی کو اور اس کی شان استغناء کو بھی پیش نظر رکھو۔

❁ ❁ ❁

محاسبہ نفس ذریعہ نجات

کہاں ہیں معرفت خدا رکھنے والے؟ کہاں ہیں گناہوں کے سبب اس سے خائف ہونے والے؟ کہاں ہیں قرب خدا ملنے پر خوش رہنے والے؟ کہاں ہیں ذکر خدا میں مشغول رہنے والے؟ کہاں ہیں اس کی دوری سے ڈرنے والے؟

اے فریب میں مبتلا! مغفرت تو انہی لوگوں کا حصہ ہے کیا تجھے اس جلیل و برتر ذات نے نہیں دیکھا ہوگا جب کہ تو نے گناہوں کا پردہ پھاڑ ڈالا (یقیناً دیکھا ہوگا)

اے میرے بھائی! اس بات کو بھی یاد رکھ کہ گناہوں سے غفلت جنم لیتی ہے اور غفلت سے دل سخت ہوتا ہے اور قساوت قلب خدا سے دوری کا باعث ہے اور خدا سے دوری جہنم تک لے جاتی ہے، ان باتوں میں غور تو زندہ ہی کرتے ہیں جب کہ مردے تو محبت دنیا ہی میں مر جاتے ہیں،

یہ بھی جان لے کہ:

جس طرح اندھے کو دن کی روشنی کا کوئی فائدہ نہیں اسی طرح نور علم کی ضیاء پاشیاں سوائے متقی کے کسی کو حاصل نہیں ہو سکتیں، اور جس طرح مردے کو دواء سے کوئی نفع نہیں مل سکتا اسی طرح محض مدعیان (ادب) کے لیے ادب مفید نہیں۔ اور جس طرح شدید بارش سے چٹان پر کچھ نہیں اگ سکتا اسی طرح محبّ دنیا کے قلب میں حکمت ثمر بار نہیں ہو سکتی، جو خواہش نفس کا پیرو ہوا اس کا ادب کم ہو جاتا ہے، جو علم کی راہنمائی کی مخالفت کرے (یعنی اپنے علم پر عمل نہ کرے) اس کی جہالت میں ہی اضافہ ہوتا ہے، جسے خود کوئی دواء نفع نہ دے وہ دوسروں کا

کیا علاج کرے گا؟

یہ بھی جان لے کہ سب سے زیادہ راحت میں رہنے والے وہی ہیں جو دنیا سے زہد اختیار کرتے ہیں جب کہ سب سے زیادہ تھکن میں مبتلا ہونے والے وہ قلوب ہیں جو کثرت سے دنیا کا اہتمام کرتے ہیں۔

حصول زہد کے لیے سب سے مددگار وصف ''امیدوں کو کم'' کرنا ہے، جب کہ اہل معرفت کے حالات سے قربت عطا کرنے والا عمل ذکر خدا پر قائم رہنا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

''اِنَّ اللّٰهَ کَانَ عَلَیۡکُمۡ رَقِیۡبًا''

بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھ کہ:

ماسوائے سچائی کے قریب ترین کوئی راستہ نہیں، علم کے علاوہ کوئی دلیل کامیاب ترین نہیں اور نہ تقویٰ سے زیادہ کوئی زاد سفر ہے، وساوس کو مٹانے والی چیز میں نے فضول کاموں کو ترک کرنے سے بہتر کوئی نہ دیکھی، سلامت صدر سے زیادہ نور قلب پانے کا کوئی ذریعہ نہیں، میں نے بندہ مومن کی تکریم کو تقویٰ میں، حلم کو صبر میں، عقل کو حسن و جمال (کردار) میں، مودت کو عفو و درگذر میں اور شرافت کو عجز و انکساری اور نرمی میں پایا۔

یہ بھی یاد رکھ کہ تب بھی بربادی جب خدا بندے کے لیے ''فقر'' کو پسندیدہ جانے اور بندہ غنا و مال کو محبوب رکھے اور تب بھی بندہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے جب خدا بندے کے لیے ''غنا'' کا ارادہ کرے اور بندہ فقر کو محبوب جانے اور

ا۔ سورۃ النساء: ۱۔

یہ تمام قلت معرفت کے سبب شکر خدا سے دوری اور کمی علم کی وجہ سے تضیع وقت ہے۔

نہ تو غنی کے ایمان کی اصلاح فقر سے ہو سکتی ہے اور نہ ہی فقیر کے ایمان کی درستی مال سے ممکن ہے۔ جس طرح کہ خبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"اَنَّ مِنْ عِبَادِیْ مَنْ لَا یُصْلِحُ اِیْمَانَهُ اِلَّا لْفَقْرُ، وَلَوْ اَغْنَیْتُهُ لَا فَسَدَهُ ذٰلِكَ وَاَنَّ مِنْ عِبَادِیْ مَنْ لَا یُصْلِحُ اِیْمَانَهُ اِلا الغِنِی، وَلَوْ اَفقرته لَا فَسَدَهُ ذٰلِكَ" ١

"میرے بعض بندے ایسے ہیں کہ محض فقر ہی ان کے ایمان کو درست رکھ سکتا ہے، اگر میں انہیں مالدار کروں تو یہ ان کے (ایمان کے لیے) باعث فساد ہوگا جب کہ بعض بندے ایسے بھی ہیں کہ ان کے ایمان کو صرف مال ہی درست رکھ سکتا ہے اور اگر انہیں محتاج کروں تو یہ ان کے ایمان کو بگاڑ دے گا"

اسی طرح صحت و بیماری میں ہے پس جسے معرفت خدا نصیب ہو جاتی ہے تو وہ اس پر اتہام والزام سے بچتا ہے اور جسے بارگاہ خدا سے فہم و فراست کی دولت نصیب ہوتی ہے تو وہ اس کی قضا پر راضی رہتا ہے اور اہل علم کے لیے تو محض یہ آیت ہی کافی ہے:

"وَ رَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَ یَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ" ٢

ترجمہ: تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند فرماتا ہے (جو چاہے) انکا کچھ اختیار نہیں۔

١۔ یہ حدیث قدسی کا ایک حصہ ہے جس کو مجموعۂ رسائل ابن ابی الدنیا میں بھی روایت کیا گیا۔

٢۔ سورۃ القصص: ٦٨۔

جاہلوں کی عادات اور گناہ گاروں کی صحبت سے بچو، (نیز) متکبرین کے (کھوکھلے) دعووں، مبتلائے فریب لوگوں کی امیدوں اور مایوس ہو جانے والوں کی مایوسی (سے بھی دور رہو)۔

قربت خدا کا راستہ

عامل حق ، واثقِ باللہ، اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے ہو جاؤ، جس نے اللہ کے لیے صدق کو اختیار کیا، تو اللہ پاک نے اس کی خیر خواہی کی اور جو غیر کے لیے خود کو مزین کرے تو رب نے اسے ذلیل کیا، جس نے خدا پر توکل کیا وہ اس کے لیے کافی ہوا، اور جو غیر سے تعلق جوڑے تو اس نے خدا کو ناراض کیا اور جو خدا سے خائف ہوا تو رب نے اسے امن وسلامتی دی، شکر کرنے والے کو اس نے مزید عطا کیا، اطاعت کرنے والے کو عزت واکرام سے نوازا اور جس نے اسے ترجیح دی تو اللہ پاک نے اسے محبوب بنالیا۔

خدا تعالیٰ کے ساتھ عقل والا معاملہ کرنے ، اتباع خواہش نفس، ترک حق، اختیار باطل اور عدم توبہ کے ساتھ خواہش مغفرت (جیسے امور) سے بچو۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ صرف ایسے علم وعمل سے راضی ہوتا ہے جس کی جڑیں یقین کے ساتھ پیوست، شاخیں سچائی کے ساتھ بلند اور ورع کے ساتھ ثمر بار ہوں، دلیل و برہان ڈر اور حجاب خشیت کے ساتھ قائم ہوں، نفس کی کمزوری پر راضی نہ ہونا کیونکہ تفریط (عمل میں کمی) میں کوئی عذر قابل قبول نہیں اور نہ کوئی خدا سے بے نیاز ہوسکتا ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ انسان کی سعادت مندی بارگاہ خدا کے معاملہ میں حسن نیت اور اس کے پسندیدہ امور کی توفیق سے ہے اور جس کے ساتھ رب ارادہ خیر فرماتا ہے تو اسے عقل سے نواز کر محبت علم سے اس کے دل کو بساتا ہے۔ اسے اللہ پاک کیفیت خوف عطا فرماتا ہے اور اسے

دولت قناعت سے غنی کرتا اور نرمی کا معاملہ فرماتا ہے اور اسے (وہ وصف عطا کرتا ہے کہ) وہ اپنے عیوب کو ہی دیکھنے والا بن جاتا ہے (نہ کہ دوسروں کے عیبوں کو دیکھنے والا) خدا تجھے آغوش رحمت عطا فرمائے۔

❀ ❀ ❀

احوال ومقامات صوفیہ

جان لے کہ ہر حال کی اصل صدق اور اخلاص ہے، صدق سے صبر و قناعت، زہد و رضا اور انس و محبت کے سوتے پھوٹتے ہیں اور اصل اخلاص سے یقین و خوف، محبت و عظمت اور حیاء و تعظیم کی شاخیں نکلتی ہیں، یہ تمام مقامات ہی وہ مواطن ہیں جن سے کسی مومن کے حال کا ادراک ہوتا ہے۔ جب کہا جاتا ہے (کسی مومن کے بارے) کہ وہ خائف خدا ہے تو اس میں امید بھی ہے، اور جب آسی کہا جائے تو اس میں خوف بھی ہے، صابر کہا جائے تو اس میں رضا بھی ہے، محبّ کہا جائے تو اس میں حیاء بھی ہے تو بہر حال قوت و ضعف کا اعتبار بندہ مومن کی کیفیت ایمان اور معرفت کے لحاظ سے کیا جاتا ہے، احوال مذکورہ میں سے ہر اصل کی تین علامات ہیں جن سے اس حال کی معرفت ہوتی ہے۔

تکمیل صدق کا ذریعہ

بہر حال صدق کی تکمیل حسب ذیل تین سے ہے:

☆ ایمان کے باب میں صدق قلب ہو۔

☆ اعمال کے معاملہ میں صدق نیت ہو۔

اور

☆ کلام میں صدق لفظ ہو۔

تکمیل صبر کا وسیلہ

صبر بھی تین کے بغیر کامل نہیں ہوتا۔

☆ خدا کی حرام کردہ چیزوں سے صبر (رک جانا)۔
☆ حکم خداوندی کی اتباع پر صبر (کہ بجا آوری کرنا)۔
☆ بارگاہ خدا سے امید اجر پر مصائب پر صبر کرنا۔

تکمیل قناعت کا طریقہ

قناعت ان تین سے مکمل ہوگی۔

☆ وجود غذا کے باوجود اس میں قلت و کمی کرنا۔
☆ عدم اسباب یا قلت اسباب کے باوجود اظہار فقر و فاقہ سے بچنا۔
☆ فقر و فاقہ کے ہوتے ہوئے بھی عبادات سے سکون و طمانیت حاصل کرنا۔

قناعت کا اول بھی ہے اور آخر بھی، اول تو یہ ہے کہ باوجود وسعت و فراوانی کے ترک فضول ہو، اور آخر یہ ہے کہ اسباب کے نہ ہونے کے باوجود دولت غنی سے سرشار رہنا، یہی وجہ ہے کہ بعضوں نے قناعت کو رضا پر برتری دی تو انہوں نے یہ بات ''قناعت تمام'' کے ارادہ کے ساتھ کی، کیونکہ رضائے الٰہی پر راضی شخص منع و عطا سے تعرض نہیں کرتا، بہر حال قانع، رضائے خدا کی وجہ سے غنی ہے جو کہ زیادہ کی خواہش نہیں رکھتا۔

مرتبہ زہد کا حصول

زہد تین اشیاء میں ہے: زاہد کو انہی کی بدولت زاہد کہا جاتا ہے۔

املاک کی ملکیت سے خود کو جدا کر لینا، تزکیہ نفس رزق حلال سے کرنا کثرت اوقات (یعنی عبادت) کی وجہ سے دنیا کو بھول جانا (یعنی یاد خدا یاد دنیا سے بے نیاز کردے)۔

مزید تین اشیاء اور بھی ہیں جن سے انسان وصف زہد کا حامل بن سکتا ہے۔
محافظت نفس کو لازم کرنا اگرچہ حالات کے بدلنے (کا خدشہ ہو) مال و

دولت کے مقامات سے الگ رہنا اور بوقت حاجت صرف معلوم (حلال) ہی اختیار کرنا۔

مقام انسیت

انس و محبت تین اشیاء میں ہے۔

انسیت علم اور خلوت میں ذکر خدا۔

انسیت یقین اور معرفت مع الخلوت (خلوت میں معرفت ربانی)۔

ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے انس و محبت سے!

مقام رضا

جبکہ

رضا، نفس توکل، نظام محبت اور روحِ یقین (سے عبارت رہے)

حضرت ایوب سختیانی اور حضرت فضل بن عیاض کے حوالے سے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رضا توکل ہی کا نام ہے۔

اوصاف علم سے (معلوم ہو چکا) کہ یہ تمام شعبے ''صدق'' کے ہیں، حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ ''جب صادق کا صدق کامل ہوتا ہے تو وہ اپنے مال واسباب کا مالک نہیں رہتا۔''

مرتبہ اخلاص کا حصول:

بہر حال جہاں تک تعلق ہے شعبہ اخلاص کا تو مخلص اس وقت تک (حقیقی) مخلص نہیں بن سکتا جب تک اللہ پاک کو اشباہ و انداد اور ازواج و اولاد سے پاک اور منزہ نہ سمجھے۔

پھر اقامت توحید کے ساتھ (معرفت) خدا کا ارادہ کرنا اور فرائض و نوافل میں اپنی تمام ہمتوں کو صرف اسی کے لیے مجتمع کرنا ہے۔

یقین کامل تک رسائی

یقین کی درستی تین اشیاء میں ہے:

واثق باللہ ہو کر سکون قلب پانا، حکم خداوندی کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا، لامتناہی علم خدا کے سبب اس سے خائف رہنا۔

یقین بھی اول و آخر رکھتا ہے، اس کا اول تو طمانیت ہے جب کہ آخر صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہر کام کے لیے کافی جاننا، ارشاد خداوندی ہے:

''یَاَیُّھَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰہُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ'' [۱]

ترجمہ: ''اے نبی آپ کے لیے آپ کا رب اور آپ کے اتباع کرنے والے مومنین ہی کافی ہیں۔''

یہاں ''حسب'' سے مراد کافی ہے اور مکتفی سے مراد وہ شخص رضائے خداوندی پر راضی رہے اور ہمارے قول ''آخر الیقین'' کا تعلق مقام ایمان میں اوصاف عبد کے وجود سے ہے نا کہ اس کا تعلق علم سے ہے کیونکہ خلق خدا میں اس تک کسی کی رسائی نہیں۔

جس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لَنْ یَبْلُغَ اَحَدٌ'' مِنَ اللّٰہِ کُنْھَا : قَالُوْا : یَا رَسُوْلَ اللّٰہ ! اِنَّا بَلَغَنَا اَنَّ عِیْسیٰ ابْنَ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَام کَانَ یَمْشِیْ عَلَی الْمَاءِ؟ قَال : لَو ازْدَادَ یَقِیْنًا وَخَوْفًا لَمَشیٰ فِی الھوا'' [۲]

۱۔ سورۃ الانفال: ۶۴۔

۲۔ شیخ عبدالفتاح ابوغدۃ کی تحقیق کے مطابق یہ روایت موضوع ہے اور اس کی اسناد باطل ہیں، حافظ عراقی اس کی تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مشہور ہے کہ یہ ابن ابی الدنیا کی کتاب الیقین میں بیان کردہ بکر بن عبداللہ مزنی کا قول ہے، عراقی کہتے ہیں کہ حواریون اپنے نبی علیہ السلام کی ملاقات کے لیے سمندر کی طرف چلے، تو انہوں نے نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ پانی پر چلتے ہوئے آ رہے ہیں، پھر حدیث ذکر کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر ابن آدم کا یقین بال برابر بھی ہو تو وہ پانی پر چلنا شروع کر دے''۔

کوئی حقیقتِ خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام پانی پر چلتے تھے؟

اس پر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا:

''اگر ان کا یقین اور خوف مزید ترقی پاتا تو وہ ہوا میں چلتے۔''

یقین کے بعد خوف کا مرحلہ آتا ہے، کیا آپ نے کبھی بغیر یقین کے کسی خائف کو دیکھا؟ (یعنی خائف تو ہو لیکن یقین نہ ہو، یہ ممکن نہیں)۔

❁ ❁ ❁

خوف وخشیّت کا تقاضا

خوف تین اشیاء میں ہے:

خوفِ ایمان، اس کی علامت گناہ وعصیان سے مفارقت اختیار کرنا ہے اور یہ "خوف مریدین" کہلاتا ہے۔

(دوسرا) خوف السلف، اس کی علامت خوف خدا اور ورع و پرہیز گاری اختیار کرنا اور یہ خوف علماء ہے جب کہ (تیسرا) خوف، خوف الفوت ہے، اس کی علامت اللہ رب العزت کے اجلال و ہیبت کے ہوتے ہوئے اس کی رضا کی طلب میں جہد مسلسل کرنا اور یہ خوف صدیقین کہلاتا ہے۔

جب کہ چوتھے مقام خوف کو اللہ پاک نے انبیاء اور ملائکہ کے لیے مخصوص کردیا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کا خوف ہے حالانکہ انبیاء ملائکہ کو بارگاہ خدا کی طرف سے پرواہ امن مل چکا مگران کا عظمت وجلالت خدا کے پیش نظر خائف رہنا بھی عبادت ہے۔

❁❁❁

تصور محبت کی تفہیم

محبت تین اشیاء میں ہوتی ہے۔ ماسوا ان کے کسی کو محبّ خدا کہنا روا نہیں۔

اہل ایمان سے اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا، اس کی علامت یہ ہے کہ ان کو ایذاء رسانی سے رک جانا اور ان کے منفعت اور فائدہ پہنچانے کی سعی کرنا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے خدا کے لیے محبت کرنا، اس کی علامت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع ہے، اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

''قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ'' ۱

ترجمہ: ''فرما دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو خدا تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا۔''

اور محبت خدا معصیت پر اطاعت کو ترجیح دینے میں (پنہاں) ہے، اور کہا جاتا ہے ''نعمت کو یاد کرنا محبت کو بڑھاتا ہے۔''

محبت کے لیے بھی اول و آخر ہے، اس کا اول (یہ ہے) اللہ تعالیٰ سے انعامات و احسانات کی وجہ سے محبت کرنا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جبلی طور پر قلوب ان کی محبت سے ضرور سرشار ہوتے ہیں جو ان سے حسن و خوبی سے پیش آتے ہیں: محبت کا اعلیٰ و ارفع درجہ اللہ تعالیٰ کی واجب الوجود ذات سے کرنا ہے۔

حضرت علی بن فضل علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ سے محبت اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ ''اللہ'' ہے، کسی شخص نے حضرت طاؤس سے نصیحت کی گذارش کی تو فرمایا: میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا سے بڑھ کر تجھے کسی سے محبت نہ ہو اور نہ خوف خدا سے زیادہ کسی کا خوف ہو اور پھر ایسی امید خدا سے رکھو جو تمہارے اور اس خوف کے مابین حائل ہو جائے لوگوں کے لیے وہی پسند کرو جو اپنی ذات کے لیے کرتے ہو، اب جاؤ کیونکہ میں نے تمہارے سامنے تورات و انجیل اور زبور و فرقان کا جمیع علم اکٹھا کر دیا، بزرگی و تعظیم حیاء کے بمنزلہ ایسے ہے جیسے جسم کے لیے سر، ان دونوں میں سے کسی ایک سے بھی کوئی مستغنی نہیں ہو سکتا، جب کوئی بندہ رب سے حیا کرتا ہے تو وہ (لازماً) تعظیم کو بھی اپنائے گا۔ افضل حیاء اللہ عز و جل کے لیے مراقبہ کرنا ہے۔

❁ ❁ ❁

مراقبہ کا حصول

بہر حال مراقبہ تین اشیاء میں ہے:

☆ عمل کے ساتھ اطاعت کی صورت میں مراقبہ۔

☆ ترک معصیت کرنے کی صورت میں مراقبہ۔

☆ خواطر اور تفکرات میں مراقبہ۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اَعْبُدُ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ، فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ“

اللہ تعالیٰ کی عبادت یوں کرو گویا کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر (یاد رکھو) وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لیے مراقبہ قلبی، انسانی بدن کے لیے قیام لیل، صیام النہار اور راہ خدا میں مال خرچ کرنے سے بھی زیادہ تھکا دینے والا کام ہے، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے برتن ہیں، ان برتنوں میں سے قلوب بھی ہیں، وہ اور ان میں سے صرف صاف، سخت اور نرم قلوب ہی شرف قبولیت پاتے ہیں۔

اس سے مراد یہ ہے کہ

قلب کو صاف رکھے اللہ عزوجل کے لیے مشاہدہ صدق و اشفاق اور اتباع امر و نہی کی غرض سے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تاکہ قول و عمل اور نیت سے ان کی شریعت کو قبول کر سکے۔

مومنین کے لیے تاکہ ان کو ایذاء رسانی کے بجائے نفع پہنچا پائے۔

اور قول علی رضی اللہ عنہ میں مذکور لفظ صلب (سختی) سے مراد یہ ہے کہ دل کو نفاذ حدود اللہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے معاملہ میں سخت رکھے جب کہ لفظ ''رق'' (کا جہاں تک تعلق ہے) تو رقت کے دو مفہوم ہیں:

☆ رونے سے رقت طاری ہونا۔

☆ رحمت ورافت سے رقت پیدا ہونا۔

''و باللہ التوفیق، وھو حسبنا و نعم الو کیل''

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الاَوَّلِ القَدِيۡم، الوَاحِدِ الجَلِيۡل، اَلَّذِیۡ لَيۡسَ لَهٗ شَبِيۡهٌ وَلَا نَظِيۡرٌ، اَحۡمَدُهٗ حمداً يُوَافِیۡ نِعمَه وَيَبۡلُغ مَدَی نَعۡمَائِه۔

وَاَشۡهَدُ : اَنۡ لَا اِلٰهَ اِلَّا الله، وَحۡدَهٗ لَا شَرِيۡكَ لَهُ، شَهَادَةَ عَالِمٍ بِرَبُوۡبِيَّتِهِ ، عَارِفٍ بِوَاَحۡدانِيَّتِهِ ، وَاَشۡهَدُ : اَنَّ مُحَمَّداً عَبۡدُهٗ وَرَسُوۡلُهٗ ، اصۡطَفَاهُ لِوَحۡيِهِ وَخَتَمَ بِهٖ اَنۡبِيَاءَهٗ ، وَجَعَلَهٗ حُجَّةً عَلَی جَمِيۡعِ خَلۡقِه ، (لِيَهۡلِكَ مَنۡ هَلَكَ عن بَيِّنَةِ ، وَيَحۡيَی مَنۡ حَیَّ عن بَيِنَة)

وَاَنَّ اللهَ عَزَّ وجَلَّ اجۡتَبَی مِن عِبَادِهِ الۡمُؤمِنِيۡنَ : ذَوِی الۡاَلۡبَاب العَالِمِيۡنَ بِهِ وَبِاَمۡرِهِ ، فَوَصَفَهم بِالۡوَفاءِ و الاَخلاقِ الفَاضِلَة وَالۡخَوۡفِ وَالۡخَشيَة ، فَقَالَ عَزَّ و عَلَا : (اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولوا الاَلبَاب . الذين يُوفون بعهدِ الله ولا يَنۡقُضُون الميثَاق. والذين يَصِلون ما اَمَرَ اللهُ به اَن يُوصَل و يَخۡشَون ربَّهم و يخافون سُوءَ الحساب ۔(۱)

فَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صدرَه، ووَصلَ التصديقُ اِلى قلبه، وَرَغِبَ فى الوسِيْلة اِليه : لَزِمَ منهاجَ ذوى الاَلباب بِرِعاية حُدُودِ الشريعة مِنْ كِتَاب الله تعالى ، وسُنَّةِ نَبِيَّةِ عليه الصلاة والسلام ، وَمَا اجْتَمعَ عليه المهتدون من الائمة.

وَهٰذَاهُوَالصِّرَاطُ المُسْتَقِيْمُ الَّذِى دَعَا اِلَيْه عِبادَهُ فقال جلَّ وعزَّ: (وَاَنَّ هٰذا صِرَاطِى مُستَقِيْماً فاتَّبِعُوْه، ولا تتَّبِعوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بكم عَنْ سَبيلهِ ذٰلكم وصَّاكم به لعلَّكم تتَّقون)

وَقَالَ رَسُوْل الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : عَلَيْكُمْ بِسُنَّتى وسُنَّةِ الخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ مِن بعدى، عضُّوا عَلَيْهَا بالنواجذ۔ (٢)

وَاعْلَمْ اَنَّ فريضةَ كتابِ الله : العَمَلُ بحُكْمِهِ من الاَمر والنهى، والخوفُ والرجاءُ لِوَعْدِه ووعيدِه، والاِيمانُ بمُتَشَابِهه ، والاعتبارُ بقِصَصِهِ واَمْثَالِهِ . فَاِذَا آتيتَ بذٰلِكَ فَقَدْ خَرَجْتَ مِنْ ظُلُمَاتِ الجهلِ اِلى نُورِ العِلْم ، و مِنْ عذَابِ الشَّك اِلى رَوْحِ اليقِينِ ، قال الله جَلَّ ذكرُه : (اللّٰهُ وَلِىُّ الَّذِيْنَ آمَنُوا ، يُخْرِجُهم مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلى النُّورِ)

وَ اِنَّما يُمَيِّزُ ذلك و يَرْغَبُ فيه اَهلُ العَقْلِ عَنِ اللّٰه، الَّذِيْنَ عَمِلُوا فی اِحْكَامِ الظَاهِر ، وَتَنَزَّهُوا عَنِ الشُبَهِ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الحَلَالُ بَيِّنٌ ، و الحرامُ بَيِّنٌ، وبَيْنَ ذلكَ اُمُورُ مُشْتَبِهَاتٌ . تَرْكُهَا خيرٌ مِنْ اَخْذِهَا۔

فَافْحَصْ عن النيَّة، وَاعْرِف الاِرادة ، فَاِنَّ المُجَازَاة : بالنيَّة، قال رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّما الاَعمالُ بالنِّيَّاتِ، واِنّما لِكُلِّ امری ءٍ مَانَوٰی۔

وَالْزِمْ تَقْوٰى اللّٰه ، فَاِنَّ " المُسْلِمَ مَنْ سَلِمَ النَّاسُ مِنْ يَدِهٖ وَلِسَانِهٖ ، والمُؤمِنَ مِنْ اَمِنَ النَّاسُ بَوَائقَه " . قال اَبوبکر الصِّدِّيقُ رضى اللّٰه عنه : اتَّقِ اللّٰهَ بطاعته ، واَطِعِ اللّٰه بتقواه، وَلْتَخِفْ يَدَاكَ مِنْ دِمَاءِ المُسْلمين ، و بطنُكَ مِنْ اَمْوالِهِمْ، و لِسَانُكَ مِنْ اَعْرَاضِهم۔

وَحَاسِبْ نفسَكَ فی كلِّ خَطْرَة۔

وَرَاقِبِ اللّٰهَ فى كل نَفَسٍ۔ قَالَ عُمَرُ رضى الله عنه :
حَاسِبُوا اَنْفُسَكم قبل اَن تُحَاسَبُوا ، وزِنُوهَا قبلَ اَنْ تُوزَنُوا ،
وتَزَيَّنُوا لِلعَرْضِ الاَكْبَرِ يَوْمَ لَا تَخْفَى مِنْكُمْ خَافِية۔

وَخَفِ اللّٰهَ فى دِينِكَ ، وَارْجُهُ فى جَمِيعِ اُمورِكَ ، و اصبِرْ
عَلَى ما اَصابَكَ ، قَالَ عَلىّ رضى الله عَنْهُ : لا تَخَفْ اِلَّا ذَنْبَكَ ،
وَلَا تَرْجُ اِلَّا رَبَّكَ ، وَلَا يَسْتَحِي الذى لا يَعْلَم اَنْ يَسْاَل حَتّى
يَعْلَم ، ولا يَسْتَحِي مَنْ يُسْاَلُ عَمَّا لا يَعْلَم اَنْ يَقُول : لا اَعْلَم۔

وَاعْلَمْ اَنَّ الصَّبْرَ مِنَ الاِيمانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّاسِ مِنَ الجَسَدِ ،
فاذا قُطِعَ الراسُ ذهبَ الجسَد و اِذاسَمِعْتَ كَلِمَةً تُغْضِبُكَ فى
عِرْضك فاعفُ واصفحْ ، فاِنَّ ذلِكَ مِنْ عزمِ الاُمور. قَالَ عُمَرُ بنُ
الخَطَّاب رضى الله عنه : مَن خَافَ اللّٰهَ لم يَشْفِ غَيظَهُ ، و مَنْ
اتَّقَاهُ لم يَصْنَعْ مَا يُرِيد ، ولولا يَومُ القيامة لَكانَ غيرَ ما تَرَوْنَ۔

وَدَاعِ هَمَّكَ ، وَاشْتَغِلْ بِاِصْلَاحِ نَفْسِك عَنْ عيبِ غَيْرِك ،
فَاِنَّهُ كان يُقال : كَفَى بالمرءِ عَيْباً اَن يَستَبِينَ له من النَّاسِ

مَا يَخْفَى عليهِ مِن نفسِه ، اَو يَمْقُتَ النَّاس فِيمَا يأتى مِثْلَهُ ، أو يُوذِىَ جَلِيسَهُ ، اَوْيقولَ فى النَّاسِ ما لا يَعْنِيهِ۔

وَاسْتَعْمِل للهِ عقلَكَ بتَرْكِ التَّدبير ، واستَعِنْ باللهِ علَى صَرْفِ المقادير . قال علىّ رضى اللهُ عنه : يا ابنَ آدم! لَا تَفْرَحْ بالغِنَى ، ولا تَقْنَط بالفقر ، وَلَا تحزَنْ بالبَلاءِ ، ولا تَفْرَحْ بالرَّخاءِ ، فإنَّ الذَّهبَ يُجرَّبُ بالنَّارِ ، وإنَّ العبدَ الصالحَ يُجرَّبُ بالبلاءِ ، وإنَّكَ لا تَنالُ ما تُرِيد۔

إلا بتَرْكِ ما تَشْتَهِى ، ولَن تَبْلُغَ ما تُؤَمّلُ إلا بالصَّبر على ما تَكرَهُ ، وابذُلْ جُهدَكَ لرعايَةِ ما افْتُرِضَ عليك۔

وارْضَ بما اَرادَكَ اللهُ بِهِ ، قال ابنُ مسعود رضى اللهُ عنه : ارضَ بِما قسَمَ اللهُ لك تَكُنْ مِنْ اَغنَى النَّاسِ ، واجتَنِب ما حرَّم اللهُ عليك تكن مِن اَورعِ النَّاسِ ، وادِّ ما افترَضَ اللهُ عليك تكن مِن اَعبدِ النَّاسِ۔

ولا تَشْكُ مَنْ هُوَ اَرْحَمُ بِكَ اِلى مَنْ لا يَرْحمك ، واستَعِنْ بالله تكنْ مِنْ اَهلِ خَاصَّتِهِ .قال عُبادَةِ بن الصامت رضى الله عنهُ : اَظْهِرِ اليَاسَ مِمَّا فى اَيدِى النَّاس فاِنَّهُ الغِنَى ، و اِياكَ والطَّمَعَ و طَلَبَ الحَاجَاتِ فاِنَّهُ الفقرُ ، واِذا صَلَّيْتَ فَصَلِّ صَلاَةَ مُوَدِّعٍ ۔

وَاعْلَمْ اَنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ الاِيمانِ حَتَّى تُؤْمِنَ بالقَدَرِ خيره وشره وَكُنْ بِالْحقِ عاملاً يَزِدْكَ الله نوراً و بصيرةً، وَلَا تَكُنْ مِمَّنْ يأمُرُ بِهِ وَيَنْأى عَنهُ ، فيبُوءَ بِاِثْمِهِ ، وَ يَتَعَرَّضَ لِمَقْتِ رَبِّهِ ،قال اللهُ عَزَّ وَجلَّ : (كَبُرَ مَقْتاً عند اللّهِ اَنْ تقُولُوا مَالا تفْعَلُونَ) ،وقال رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ : مَنْ وَعَظَ ولَمْ يَتَّعِظْ ، وَزَجَرَ ولَم يَنْزَجِرْ ،ونَهَى وَلَمْ يَنْتَهِ : فهوعند اللهِ مِنَ الخَائبينَ

وَلَا تُخَالِطْ اِلا عاقِلاً تقیاً ، ولا تُجَالِسْ اِلا عالماً بصیراً۔ وقد سُئِلَ النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: اَیُّ جُلسَاءِنَا خیرٌ؟ قالَ: مَنْ ذَکَّرَکم باللّٰه رُؤْیَتُہُ ، وَزَادَکُم فی عِلْمِکُمْ مَنْطِقُہُ ، وَذَکَّرَکُم بالآخِرَۃِ عَمَلُہُ۔

وتواضَعْ للحقّ وَاخْضَعْ لہُ ، وَاَدِمْ ذِکْرَ اللّٰه تَنَلْ قُرْبَہُ قالَ رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: جُلَسَاءُ اللّٰهِ یومَ القیامۃ: الخَاضِعُون الْمُتَوَاضِعون الخَائِفُونَ الذَّاکِرُونَ اللّٰهَ کثیراً۔

وَابْذُلِ النَّصِیحَۃَ للّٰه و للمُؤمنین ، وشَاوِرْ فی اَمرِکَ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ اللّٰه. قال اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: (اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰهَ مِنْ عِبَادِہِ العُلَمَاءُ و قال النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: "الدِّینُ النَّصیحۃُ"۔

وَاعْلَمْ اَنَّ مَنْ نَصَحَكَ فَقَدْ اَحَبَّكَ ، وَمَنْ دَاهَنَكَ فَقَدْ غَشَّكَ ، وَمَنْ لَمْ یَقْبَلْ نَصِیحَتَكَ فَلَیْسَ بِاَخٍ لَكَ. قالَ عُمَرُ بْنُ الخطَّابِ رَضِیَ اللّٰه عنه: لا خَیْرَ فی قومٍ لَیْسُوا بِنَاصِحِینَ، ولا خَیْرَ فی قومٍ لا یُحِبُّونَ النَّاصِحِینَ۔

وآثِرِ الصِّدقَ فی کُلِّ مَوطنٍ تَغْنَمْ، واعتَزِلِ الفُضُولَ تَسْلَمْ، فإنَّ الصِّدقَ یَهدِی إلی البِرّ، وَالبِرَّ یَهدِی إلی رِضَا اللّٰه تَعالی، والکذِبَ یَهدِی إلی الفُجُورِ، والفُجُورَ یُورِثُ سَخَطَ اللّٰه۔

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰه بن عَبّاس رَضِیَ اللّٰه عنهما: لا تَتَکَلَّمْ فِیما لاَ یَعنِیكَ، ولاَ تُمارِ سَفِیهاً ولا حَلِیماً، واذکُرْ اَخَاكَ تُحِبُّ اَنْ تُذکَرَ بِهِ۔

وَاعْمَلْ رَجلٍ یَعلَمُ اَنَّهُ مُجَازیً بالاِحسَانِ، مَاخُوذٌ بالاِجْرام، وَاَدِمْ شُکرَكَ، وَاَقصِرْ مِن اَمَلِكَ، وَزُرِ القُبُورَ بهَمِّكَ، وَجُلْ فی الحَشرِ بقَلبِكَ۔

وَقَالَ اَبوذَر رَضِیَ اللّٰهُ عنهُ: اعمَل کَاَنَّكَ تَری، وعُدَّ نَفْسَكَ فی المَوتَی، واعلَم اَنَّ الشَّرَّ لا یُنسَی، والخیرَ لا یَفْنَی، وَاعْلَمْ اَنَّ قلیلاً یُغنِیكَ خَیرٌ من کَثیرٍ یُلْهِیكَ. وإیّاكَ وَدَعوَةَ المظلُومِ۔

ثُمَّ رُمَّ جِهازَكَ وَافرُغ مِن زادِكَ، وَكُن وَصِيَّ نَفسِكَ، وَلاَ

تَجعَلِ الرِّجالَ اَوصِياءَكَ، وَاعقِل اَمرَكَ، وتَيَقَّظ مِن سِنَتِكَ

فَاِنكَ مسئُولٌ عن عُمرِكَ. قالَ اَبو اُمامة رضِيَ اللّٰهُ عنهُ: لَو

عقَلَ ابنُ آدمَ عن ربِّهِ كَانَ خَيراً لَهُ من جِهادِهِ۔

وَاعلَم اَنَّ مَن جعَلَ هَمَّهُ الآخِرَةَ كفاهُ اللّٰهُ امرَ دُنياهُ،

كَمَا ذُكِرَ فى الحديث المروى: " تفرَّغُوا مِن هُمُومِ الدُّنيا ما

استَطَعتُم، فَاِنهُ مَن كَانَت الدُّنيا اَكبَرَ هَمِّهِ اَفشَى اللّٰهُ عليهِ

ضَيعَتَهُ، وَجعَلَ فقرَهُ بَينَ عينيهِ، ومَن كَانَتِ الآخِرَةُ اَكبَرَ

هَمِّهِ جمَعَ اللّٰهُ لَهُ اَمرَهُ، وَجعَلَ غِناهُ فى قَلبِهِ، وَمَا اَقبلَ عبدٌ

بقلبه اِلى الله عزَّ و جلَّ اِلَّا جعَلَ اللّٰهُ قُلُوبَ المُومنين تَنقَادُ

اِليه بالرَّحمَةِ وَالمَوَدَّةِ۔

واحذَر يا اَخى المِراءَ فى القرآن، والجِدالَ فى الدين۔

والكلامَ فی التّحدِید، وکُنْ مِن الّذِین قال اللّٰہُ عزّ و

جلّ فیھم: (وإذا خاطبَھم الجاھلون قالوا سلاماً)

والزمِ الأدبَ ، وفَارِقِ الھوی والغَضبَ ، واعمَل فی

أسباب التیقُّظِ، واتّخِذِ الرّفقَ حِزباً ، و التّأنی صَاحِباً،

والسلامةَ کھفاً ، والفراغَ غنیمةً ، والدُّنیا مَطِیَّةً ، والآخِرةَ

مَنزِلاً و قال الحسَنُ رضی اللّٰہ عنہ: اِنّ اللّٰہ تعالی لم یَجعَل

لِلمُؤمِن راحةً دون الجنة۔

وَاحْذَر مَواطِنَ الغفلَة ، ومَخاتِلَ العَدُوّ، وَطَرَبَاتِ

الھَوَی، وضَراوةَ الشھوة، وأمانیَّ النّفس ، فإنَّ قالَ رَسُولُ اللّٰہ

صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم "أعدی أعدائِکَ نفسُکَ التی بین جنبَیکَ" وإنّما

صَارَت أعدی أعدائِکَ لِطاعتِکَ لَھا۔

وَکُلُّ أمرٍ لاحَ لکَ ضَوءُہُ بِمِنھاج الحقّ ، فأعرِضہُ علَی

الکتاب والسُنَّة والآدابِ الصالحة۔

فإنّ خَفِیَ صلیک أمرٌ فَخُذ فیہ رأیَ مَن تَرضَی دِینَہ وعَقلَہُ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ عَلَى الحقِ شاهداً بقبولِ النَّفسِ لَهُ اَلاتَرى

لِقَولِ رسول الله ﷺ: "استَفتِ قَلبَكَ وإن اَفتَاكَ اَلمُفتُونَ۔

وَقيّدِ الجوارِحَ بِاحكامِ العِلمِ، وراعِ هَمَّكَ بِمعرفَةِ قُربِ

الله مِنكَ، وَقُم بينَ يَديهِ مَقامَ العَبدِ المستَجِيرِ: تجِدهُ

رَووفاً رَحِيماً قال رسول الله ﷺ: "اِنَّ اللهَ عَزَّ وَجلَّ يُنزِلُ

العَبْدَ مِن نفسِهِ بِقَدرِ مَنزِلَتِهِ مِنهُ" وذلكَ عَلى قدرِ

الخشيةِ للهِ، والعلمِ به، والمعرفةِ لَهُ۔

وَاعْلَمْ اَنَّه مَن آثَرَ اللهَ آثره، وَمَنْ اَطاعه فقد اَحبَّه،

وَمَنْ تَرَكَ لَهُ شَيْئاً لم يُعَذِّبهُ به، كما قال رسول الله ﷺ:

"دَع مايَرِيبُكَ اِلى ما لايَرِيبُكَ" فاِنكَ لن تَجِدَ شيءٍ ترَكتَهُ للهِ۔

واحمِ القَلبَ عن سُوءِ الظَنِّ بحُسنِ التاويل، وادفعِ

الحَسَدَ بِقِصَرِ الاَمَلِ، وانفِ الكِبْرَ باستبطان العزِّ، واترُكْ كلَّ

فعلٍ يَضطَرُّكَ اِلى اعتذار، وجانِب كلَّ حال يَرمِيكَ فى لتكلُّف،

وصُن دِينَكَ بالاقتداء، واحفظْ اَمَانَتَكَ بطَلَبِ العِلمِ، وحَصِّنْ

عقلَكَ بآدابِ اَهلِ العِلم، واستَعِدَّ الصَّبْرَ لكلِّ موطن، والزم الخَلوَةَ بالذّكرِ، واصحَب النِّعَم بالشُّكر۔

وَاسْتَعِن بِاللهِ فی کلِّ امرٍ، واستَخِرِ اللهَ فی کلِّ حال، وما اَرادَكَ اللهُ لهُ فاترُكِ الاعتراضَ فیه، و كلُّ عَمَلٍ تُحِبُّ اَن تلقَى اللهَ به فاَلزِمهُ نَفسَكَ، وكلُّ امرٍ تکرهه لِغَیرِكَ فاعتَزِلهُ مِن اَخلاقِكَ و كلُّ صاحب لا تزدَادُ به خَیراً فی کُلِّ یوم فانبِذ عنكَ صُحبَتَهُ. وَخُذ بِحظّكَ مِنَ العَفوِ والتَّجاوُزِ۔

واعلَم اَنَّ المؤمِنَ یُختَبَرُ صِدقهُ فی کُلّ حَال، مُطَّلَبٌ نفسُهُ بالبَلوَى، رَقِیبٌ للهِ عَلَى نَفسِهِ فاثبُت عَلَى مَحَجَّةِ الحقّ فاِنكَ مُرادُ العَون۔

واصدُق فی الطَّلَب تَرِث عِلمَ البَصائِر، وتَبدُ لَكَ عُیُونُ المَعَارِف، وتَمَیَّزبنَفسِكَ عِلمَ ما یَرِدُ عَلَیكَ بِخالِصِ التَّوفِیق،

فَاِنَّمَا السَّبْقُ لِمَنْ عَمِلَ ، وَالْخَشْيَةُ لِمَنْ عَلِمَ، وَالتَّوَكُّلُ لِمَنْ وَثِقَ، وَالْخَوْفُ لِمَنْ اَيقَنَ ، والمَزِيدُ لِمَنْ شكَرَ-

وَاعْلَمْ اَنَّ مايَصِلُ العَبْدُ اِلَيه مِنَ الفَهْمِ: بقَدْرِ تَقْدِيمِ عَقْلِهِ، وَمَوْجُودِ عِلْمِهِ بِتَقْواهُ للهِ وطاعَتِهِ فَمَن وَهَبَ اللّٰهُ لَهُ العَقْلَ ،وَاَحْيَاهُ بِالْعِلْمِ بَعْدَ الايْمَانِ ، وبَصَّرَهُ بِاليَقِيْنِ عيُوبَ نَفْسهٗ : فَقَدْ نُظِمَت لَهُ خِصَالُ البِرِّ ،فَاطْلُبِ البِرَّ فى التَّقْوٰى ، وخُذِ العِلمَ من اَهل الخَشْيَةَ واستجلِبِ الصِّدْقِ بِمَباحِثِ الصِّدْق فى مَوَاطِن التفكُّرِ قال اللّٰهُ عَزَّ و جلَّ : (وَكَذٰلِكَ نُرِى اِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰواتِ وَالْاَرضِ وَلِيَكُونَ مِنَ المُوْقِنِينَ)

وقَالَ رَسُوْلُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم : "تَعَلَّمُوا اليَقِيْنَ فِانى اَتَعَلَّمُهُ:

وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ عَقْلٍ لَا يَصْحَبُهُ ثَلَاثَةَ اَشْيَاء فهو عَقْلٌ مَكَّارٌ: اِيْثَارُ الطَّاعَةِ عَلَى الْمَعْصِيَة ،وَاِيْثَارُ العِلْم عَلَى الْجَهْلِ،

وإيثَارُ الدِّينِ علَى الدُّنيا ، وَكُلَّ عِلْمٍ لاَ يَصْحَبُهُ ثَلَاثَةُ أَشْيَاء
فَهُوَ مَزِيدٌ فِي الحُجَّةِ : كَفُّ الأذى بقطعِ الرَّغبَةِ ، ووُجودُ العَمَلِ
بِالخَشْيَة ، وبَذْلُ الإنصافِ بِالتَّبَاذُلِ والرَّحْمَة ۔

وَاعْلَمْ أَنَّهُ مَاتَزَيَّنَ أَحَدٌ بِزِينَةٍ كَالْعَقْلِ (٢) ، ولاَ لَبِس
ثَوباً أَجْمَلَ مِنَ العِلْمِ ، لأَنَّهُ مَا عُرِفَ اللّٰهُ إلَّا بِالْعَقْلِ ، ولا أُطِيْعَ
إلَّا بالعِلم ۔

وَاعْلَمْ أنَّ أَهْلَ المَعْرِفَةِ باللّٰهِ بَنَوا أُصولَ الْأَحوَالِ على
شَاهِدِ الْعِلْم ، وتَفَقَّهُوا في الفُرُوع ، ألا تَرَى لِقَول ، النَّبِي ﷺ :
"مَن عَمِلَ بِمَا عَلِمَ ، وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ" وَعَلَامَةُ ذَلِكَ
هُوَ تَزَايُدُ العِلمِ بِالاشْفَاق ، وَمَزِيْدُ العِلْم بِالْاِقْتِدَار ، فَكُلَّمَا
ازْدَادَ عِلْماً ازدادَ خَوفاً ، وكُلَّمَا ازدادَ عَمَلاً ازدادَ تَوَاضُعاً ۔

والأَصْلُ الَّذِيْ بَنَوا بِهِ فِي طَرِيقِهِمْ : الْتِزَامُ الأَمْرِ
بِالْمَعْرُوْفِ والنَّهي عَنِ المُنْكَرِ بِالصِّدْقِ ، وتَقْدِيمُ العِلمِ عَلَى

حُظُوظِ النُّفُوسِ، والاستِغْنَاءُ باللهِ عن جَمِيعِ خَلقهِ۔

فَاطلُب آثَارَ مَنْ زَادَهُ العِلْمُ خَشْيَةً، والعَمَلُ بَصِيرَةً وَالعَقْلُ مَعْرِفَةً، فَإنْ حَجَبَكَ عَنْ مِنْهَاجِهِمْ فَقْدُ الادَبِ، فَارْجع بِالذَمِّ علَى نَفسِكَ، وَلَن يَخْفَى علَى اَهْلِ العِلْمِ صِفَةُ المُخْلِصِينَ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ فی كلِّ فِكْرَةٍ اَدباً، وَفِیْ كُلِّ اِشارَةٍ عِلْماً، وَاِنَّما يُمَيِّزُ ذَلكَ مَنْ فَهِمَ عَنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ مُرادَهُ، وَ جَنَى فوائِدَ اليَقِيْنِ مِن خِطابِهِ۔

وَعَلَامَةُ ذَلِكَ فِی الصَّادِق : اِذَا نَظَرَ اِعْتَبَرَ، وَاِذَا صَمتَ تَفكَّرَ، وَاِذَا تَكَلَّمَ ذَكَرَ، وَاِذَا مُنِعَ صَبَرَ، وَاِذَا اُعطِیَ شَكَرَ، وَاِذَا ابْتُلِیَ اسْتَرْجَعَ، وَاِذَا جُهِلَ عليه حَلُمَ، وَاِذَا عَلِمَ تَوَاضَعَ، وَاِذَا عَلَّمَ رَفَقَ، وَاِذَا سُئِلَ بَذَلَ۔

شَفَاءٌ لِلْقَاصِدِ، وعَوْنٌ لِلْمُسْتَرْشِدِ، حَلِيفُ صِدْقٍ، وَكَهفُ بِرٍّ، قَرِيبُ الرِّضَا فی حَقِّ نَفسِهِ، بَعِيْدُ الهِمَّةِ فی حَقِّ اللهِ تَعَالَى۔

نِيَّتُهُ اَفضَلُ مِن عَمَلِهِ، وَعَمَلُهُ اَبلَغُ مِن قَولِهِ، مَوْطِنُهُ

الحقُّ ، وَمَعْقِلُهُ الحياءُ ، وَمَعلُومُهُ الوَرَعُ ، وَشَاهِدُهُ الثِّقَةُ ، لَهُ بصَائِرُ مِنَ النُّورِ يُبْصِرُبِهَا ، وَحَقَائِقُ مِنَ العِلْمِ يَنْطِقُ مِنهَا ، وَدَلَائِلُ مِنَ اليَقِيْنِ يُعَبِّرُ عَنهَا۔

وَ اِنَّما يُوَاصَلُ بِذٰلكَ مَنْ جَاهَدَ للّٰهِ تَعَالَىٰ نَفْسَهُ، وَاسْتَقَامَت لِطَاعَتِهِ نِيَّتُهُ، وخَشِيَ اللّٰهَ فِى سِرِّهِ وَعَلَانِيَتِهِ، وَقَصَّرَ الاَمَلَ ، وَ شَمَّرَ مِئزَرَ الحَذَرِ، وَاَقْلَعَ بِرِيْحِ النَّجَاةِ فِى بَحرِ الابْتِهَالِ۔

فَاَوْقَاتُهُ غَنِيمَةٌ، وَاَحوَالُهُ سَلِيمَةٌ، لَم يَغْتَرَّ بِزُخرُفِ دَارِ الغُرُوْرِ، ولم يَلْهُ بِبَرِيقِ سَرَابِ نَسِيْمَها عَنْ اَهوالِ يَومِ النُّشُورِ۔

وَاعْلَم اَنَّ العَاقِلَ لَمَّا صَحَّ عِلْمُهُ و ثَبَتَ يَقِيْنُهُ: عَلِمَ اَن لا يُنجِيْهِ مِنْ رَبِّهِ اِلَّا الصِّدقُ، فَسَعَىٰ فِى طَلَبِهِ، وَبَحَثَ عَن اَخْلَاقِ اَهْلِهِ رَغْبَةً فِى اَنْ يَحْيَىٰ قَبْلَ مَمَاتِهِ، لِيَستَعِدَّ لِدَارِ الخُلُودِ بَعدَ وَفَاتِهِ، فَبَاعَ نَفْسَهُ وَمَالَهُ مِن رَبِّهِ حيثُ سَمِعَهُ يَقُول: (اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرَىٰ مِنَ المُؤمِنِينَ اَنفُسَهُم و اَموالَهُم بِاَنَّ لَهُم الجَنَّةَ)

فَعلِمَ بَعْدَ الجَهْلِ، واسْتَغْنَى بَعدَ الفَقْرِ، وَانِسَ بَعدَ الوَحْشَةِ، وَقَرُبَ بَعْدَ البُعْدِ، وَاسْتَرَحَ بَعْدَ التَّعْبِ، فَائْتَلَفَ اَمْرُهُ، وَاجْتَمَعَ هَمُّهُ۔

فَشِعَارُهُ الثِّقَةُ، وحَالُهُ المُرَاقَبَةُ، الا ترى لِقَولِ رسول اللّٰه: "اعبُدِ اللّٰه كَاَنَّكَ تَرَاهُ، فاِن لم تكُن تَرَاهُ فَاِنَّهُ يَرَاكَ" يَحسَبُهُ الجاهِلُ صِبِّيتاً عَيِيّاً، وَ حِكمَتُهُ اَصْمَتَتْهُ، وَيَحْسَبُهُ الاَحْمَقُ مِهْذَاراً، والنَّصِيحَةُ للّٰهِ اَنْطَقَتْهُ .وَيَحْسَبُهُ غَنِيّاً، وَالتَعَفُّفُ اَغنَاهُ، وَيَحسَبُهُ فَقِيراً، والتَّوَاضُعَ اَدنَاهُ۔

لا يَتَعَرَّضُ لِمَا لَا يَعنِيهِ، وَلَا يَتَكَلَّفُ فوقَ مَا يَكْفِيهِ، وَلَا يَاخُذُ مَا لَيسَ بِمُحتَاجٍ اِلَيهِ، ولاَ يَدَعُ مَا وُكِّلَ بِحِفْظِهِ، النَّاسُ منهُ فى رَاحَةٍ، وهُوَمِن نَفْسِهِ فى تَعَبٍ، قَد اَمَاتَ بِالوَرَعِ حِرْصَهُ، وَحَسَمَ بالتُّقَى طَمَعَهُ، وَاَفنَى بِنُورِ العِلمِ شَهَوَاتِهِ۔

فهكَذا فكُنْ، ولِمِثْلِ هَؤُلاءِ فَاصحَب، ولآثَارِهِم فَاتَّبِعْ،

وباَخْلاَقِهِمْ فتَاَدَّبْ، فهؤُلاءِ الكَنْزُ المَامُون، باِبْعِهِمْ بالدُّنيا مَغْبُون، وَهُم العُدَّةُ فى البَلاءِ، والثِّقَاتُ من الاَخِلَّاءِ، اِن اَفْتَقَرْتَ اَغْنَوْكَ، وَاِنْ دَعوا الرَّبَّ لم يَنْسَوْكَ (اُولَئِكَ حِزْبُ اللّٰه اَلا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ المُفْلِحُونَ)

وَاعْلَم – وَسَّعَ اللّٰهُ بِاْلفَهْم قَلْبَكَ، وَاَنَارَ بِاْلعِلْم صَدْرَكَ، وجَمَعَ بِاْليَقِيْن هَمَّكَ – اَنّى وَجَدْتُ كُلَّ بلاء داخلٍ عَلَى القَلْبِ – ضَرُورَةً – مِن نَتَائِجِ الفُضُول، وَاَصْلُ ذلك الدُّخولُ فى الدُّنْيَا بِاْلجَهْلِ، ونِسْيَانُ المَعَادِ بَعْدَ العِلْم والنَّجَاةُ مِن ذلكَ تَرْكُ كُلِّ مَجْهُولٍ فى الوَرَعِ۔

وَاَخْذُ كُلِّ مَعْلُومٍ فى اليَقِيْن۔

وَوَجدتُ فَسَادَ القَلْبِ فَسَادَ الدين، اَلا ترَيقول رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم: "اَلا واِنَّ فى الجَسَدِ مُضْغَةً اِذا صَلَحَتْ صَلَحَ الجَسَدُ كُلُّه، واِذا فَسَدَتْ فَسَدَ الجَسَدُ كُلُّه، اَلا وهى القَلب" ومعنى الجَسَد—

هاهنا -: الدِّينُ، لأنَّ بالدِّينِ صلاحَ الجوارِحِ وفسادَها۔

واَصلُ فَسادِ القَلْبِ تَرْكُ المُحاسَبَةِ للنَّفْس، والاغْتِرَارُ بطولِ الاَمَلِ، فَاِذَا اَرَدْتَ صَلاحَ قَلْبِكَ فَقِفْ مَعَ الاِرَادَةِ، وَعِنْدَ الخَوَاطِرِ، فَخُذْ ما كَانَ لِلّٰهِ، ودَعْ ما كَانَ لِغَيْرِهِ، وَاسْتَعِنْ عَلَى قِصَرِ الاَمَلِ بِدَوَامِ ذِكْرِ المَوْتِ۔

وَوَجَدْتُ اُصولَ الفُضُولِ المُتَحَرِّكَةَ مِنَ الْقَلْب تَظْهَرُ على السَّمْعِ وَالْبَصَرِ واللِّسَانِ والغِذَاءِ واللِّبَاس . و فُضُولُ السَّمْعِ يُخْرِجُ اِلى السَّهْوِ وَالْغَفْلَة، وَفُضُولُ البَصَرِ يُخْرِجُ اِلى الغَفْلَة والحَيْرَة، وفُضُولُ اللِّسَان يُخْرِجُ اِلى التزيُّدِ والبِدْعَة، و فُضُولُ الغِذاءِ يُخْرِجُ اِلى الشَرَهِ والرَّغْبَة، وفُضُولُ اللِّبَاسِ يُخْرِجُ اِلى المُباهَاةِ والخُيَلاء۔

وَاعْلَم اَنَّ حِفْظَ الْجَوارِحِ فَرِيْضَة، وَتَرْكَ الفُضُولِ فَضِيلَة وَالتَّوْبَةُ قَبْلَ ذٰلِكَ فَرِيْضَة، وَقَدْ فَرَضَها اللّٰهُ وَ رَسُوْلُه، فَقَالَ جَلَّ ذِكْرُه : (يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا تُوبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَصُوحاً)، معنى

(نصوحاً): تَرْكُ العَوْدِ فِيمَا تَابَ مِنْهُ العَبْدُ إِلى رَبِّه وَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: "يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوبُوْا إِلى رَبِّكم قَبلَ اَن تَمُوْتُوا، وَتَقَرَّبُوْا إِلى اللهِ بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ مِنْ قبل اَن تُشْغَلُوا"۔

وَلَا تَصِحُّ التَّوبَةُ إِلَّا بِاَربعةِ اَشياءَ: حَلُّ إِصرارِ القَلْبِ عَنِ المُعَاوَدَةِ، والاسْتِغْفَارُ بِالنَّدَمِ، وَرَدُّ التَّبِعَاتِ وَالمَظَالِمِ، وَحِفْظُ الجَوَارِحِ مِنَ الحواسِّ السَّبْعِ: السَّمْعُ والْبَصرُ واللِّسَانُ والشَّمُّ وَالْيَدَانِ والرِّجْلانِ والقَلْبُ وهو اَميرُهَا، وبِه صَلاحُ الجَسَدِ وفَسَادُهُ۔

وَقَدْ جَعَلَ الله عَلَى كل جَارِحَةٍ اَمْراً و نَهْياً فَرِيضَةً مِنْهُ، وجَعَلَ بَيْنَهُمَا سَعَةً وإبَاحَةً تَرْكُهَا فَضِيلَةٌ لِلْعَبدِ۔

فَفَرْضُ القلبِ — بَعْدَ الإِيْمَانِ والتَّوْبَةِ — إِخْلاصُ العَمَلِ للّٰه، وَاِعتِقَادُ حُسنِ الظَّنِ عِنْدَ الشُّبْهة، والثِّقَةُ بالله، والخَوفُ مِن عذابِه، والرجاءُ لفضلِهِ۔

وقد رُوِیَ فی مَعنَی القَلبِ اَخبارٌ کَثِیرَۃٌ، مِنہا: اَنَّ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّم قال: "اِنَّ مِنَ المُؤمِنِینَ مَن یَلِینُ لَہُ قَلبی" وَقَالَ علیہ الصَّلاۃُ والسلامُ: "اِنَّ الحقَّ یاتی و علیہ نُورٌ، فَعَلَیکُم بِسَرَائِرِ القُلُوب" وقالَ ابنُ مسعود رضی اللہ عنہ: لِلقُلُوبِ شَہوَۃٌ واقبالٌ، وفَترَہُ وِادبارٌ، فاغتَنِمُوھا عِندَ شَہوَتِہَا وِاقبالِہَا، وذَرُوھا عِندَ فَترَتِہا وِادبارِھا۔

قالَ ابنُ المبارك رَحِمَہُ اللہُ: القَلبُ مِثلُ المِرآۃ: اِذا طَالَت فِی الیَدِ صَدِئَتُ، وکالدابَّۃ: اِذا غُفِلَ عَنہا عَدَلَتُ وقالَ بعضُ الحُکَماءِ: القَلبُ مِثلُ بَیتٍ لَہُ سِتَّۃُ اَبوابٍ ثُمَّ قِیلَ لَكَ: احُذَر اَلَّا یَدُخلَ عَلَیكَ مِن اَحدِ الاَبوَاب شیء فَیُفسِدَ عَلَیكَ البَیتَ، فَالقَلبُ ھوَ البَیتُ، والاَبوابُ: العَینَانِ واللّسَانُ

والسّمعُ والبصرُ واليدانِ والرِّجلانِ، فمتى انفتحَ بابٌ مِن

هٰذِهِ الأبوابِ بغيرِ عِلمٍ ضاعَ البيتُ!

وفرضُ اللِّسانِ، الصِّدقُ فى الرِّضا والغضبِ، وكفُّ الأذى فى السِّرِ والعلانِيَةِ، وتركُ التّنزيُّدِ بِالخيرِ والشّرِ، وقالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم : "مَن ضَمِنَ لِىْ ما بَيْنَ لَحيَيْهِ وَما بَيْنَ رِجْلَيْهِ ضَمِنْتُ لَهُ عَلَى اللهِ الجنَّةَ" وَقالَ رَسُولُ اللهِ لمُعاذ بن جبل رَضِىَ اللهُ عنه: "وَهَل يَكُبُّ النَّاسَ فِى النَّارِ عَلى مَناخِرِهِم اِلّا حَصائِدُ اَلسِنَتِهِم؟!"

وقالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: "اُنْذِرُكُم فُضولَ الكلامِ، حَسْبُ اَحَدِكُمْ مَا يَبْلُغُ بِهِ حاجَتَهُ، فَاِنَّ الرَّجُلَ يُسأَلُ عَنْ فُضُولِ كَلامِهِ كَما يُسأَلُ عن فُضُولِ مالِهِ" وقالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: اِنَّ اللهَ عِندَ لِسانِ كُلِّ قائِلٍ، فاتَّقَى اللهُ امرُوءُ عَلِمَ مايَقُولُ"

وفرضُ البصرِ: الغضُّ عنِ المحارمِ، وتركُ التَّطلُّعِ فِيما حُجِبَ وسُتِرَ قال حُذَيفة رضی الله عنه: قال رَسُولُ الله ﷺ: النَّظَرُ سَهْمٌ مِنْ سِهامِ اِبْلِيس، فَمَنْ تَرَكَهُ مِن خَوْفِ الله آتَاهُ اللهُ اِيماناً يَجِدُ حلاوَتَهُ فِی قَلْبِه" وقال اَبو الدَّرداءِ رضی الله عنه: مَن غَضَّ بصرَهُ عَنِ النَّظَرِ الحَرامِ: زُوِّجَ مِنَ الْحُورِ العِيْنِ حَيْثُ اَحبَّ، ومَنِ اطَّلَعَ فَوْقَ بُيُوْتِ النَّاسِ حَشَرَهُ الله يَوْمَ الْقِيامَةِ اَعمٰی!

وَقَالَ داودُ الطائیُّ لِرَجُلٍ - وَقَدْ اَحدَّ النَّظَرَ اِلیٰ بَعْضِ مَنْ يَنْظُرُ اِلَيه - فَقَالَ: ياهٰذا اُرْدُدْ بصرَكَ اِلَيْكَ، فَاِنَّهُ بَلَغَنِی اَنَّ الرَّجُلَ يُسْاَلُ عَن فُضُولِ نَظَرِهِ كَما يُسْاَلُ عَن فُضُولِ عَمَلِهِ ويُقالُ: "لَكَ النَّظَرَةُ الاُولیٰ، ولَيْستْ لَكَ الآخِرَةُ" فَماهَجَمَ علیٰ

النظرِ فهُوَ مَوْضُوعٌ عَنِ الْعَبْدِ، وَمَا استَبَدَّ بِهِ النَّظرُ بِمَعْقُوْلِ الفَهْمِ فَالْعَبْدُ مَاخُوذٌ بِهِ۔

وَفَرْضُ السَّمْعِ: تَبَعٌ للكلامِ والنَّظَرِ، فكُلُّ ما لا يَحِلُّ لَكَ الكَلَامُ فِيْهِ والنظرُ اِليه: فَلَا يَحِلُّ لَكَ اِسْتِتماعُهُ ولا التَلَذُّذُ بِهِ. والبَحْثُ عَمَّا كُتِمَ عَنْكَ تَجَسُّسٌ۔

وَسَمَاعُ اللَّهوِ والغِنَاءِ وأذى المُسْلِمِيْنَ: حَرَامٌ كَالْمَيتةِ وَالدَّمِ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰه بن عُمَر رضى اللّٰه عنهما: نُهِيْنَا عنِ الغِيْبَةِ والاسْتِماعِ اِلَيها، وَعَنِ النَمِيمَةِ وَالاسْتِماعِ لَهَا۔

وسُئِلَ القَاسِمُ بن مُحَمَّد عن سَمَاعِ الغِنَاءِ؟ قالَ: اِذَا مَيَّزَ اللّٰهُ بينَ الحَقِّ وَالْبَاطِل يَوْمَ القِيَامَة، اَين يقَعُ الغِناءُ؟ قِيلَ: فِى حَوزِ الباطل، قالَ: فَافْتِ نَفْسَكَ۔

وَلَيْسَ مِنْ جَارِحَةٍ أَشَدُّ ضَرَراً عَلَى العبدِ — بعد لِسانِهِ -مِن سَمْعِهِ، لِأَنَّه أَسْرَعُ رَسُولٍ إِلَى القَلْب، وأَقْرَبُ وُقُوعاً فِي الفِتْنَةِ. وَقَدْ ذُكِرَ عَن وَكِيعِ بن الجرّاح قَالَ: سَمِعتُ كَلِمَةً مِن مُبْتَدِعٍ مُنْذُ عِشْرِينَ سَنَة، مَا أَسْتَطِيعُ إِخْرَاجَهَا مِنْ أُذُنَيَّ!

وكَانَ طَاوُوس إِذَا أَتَاهُ مُبْتَدِعٌ سَدَّ أُذُنَيه، لِئَلاَّ يَسْمَعَ كَلاَمَهُ.

وفَرْضُ الشَّمّ: تَبَعٌ لِلسَّمْعِ وَالبَصَرِ، فَكُلُّ مَا حَلَّ اسْتِمَاعُهُ ونَظَرُهُ، جَازَ لكَ شَمُّهُ. و قَدْ رُوِيَ عَن عُمَر بن عَبْدِالعَزِيز رضى الله عنه انه أُتِيَ بِمِسْكٍ، فَأَمْسَكَ عَنْه أَنْفَهُ. فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ؟ فَقَال: وَهَلْ يُنْتَفَعُ مِنْهُ إِلَّا بِرَائِحَتِهِ.

وَفَرْضُ اليَدَيْنِ والرِجْلَيْنِ: أَنْ لَا تَبْسُطَهُمَا إِلَى مَحظُورٍ، وَلَا تَقْبِضَهُمَا عَن حَقّ. وقَالَ مَسْرُوق: مَا خَطَا العَبْدُ خَطْوَةً إِلَّا كُتِبَتْ حَسَنَةً أَو سَيِّئَةً. وكَتَبَت ابنَةُ سُلَيمان إِلى عَبدَة بِنتِ

خَالِد بن مَعْدَان: (زُورِينِي)، فكَتَبَتْ اِلَيْهَا عَبْدَةُ: (اَمَّا بعدُ، فاِنَّ اَبِي رحِمَهُ اللّٰهُ كَانَ يَكْرَهُ اَن يَسِيْرَ مَسِيْراً ليسَ هُوَ فيْهِ ضَامِناً عَلَى الله، اَو يَاكُلَ طَعَاماً اِذَا سُئِلَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ فيْهِ مَخْرَج، وقَد كَرِهْتُ مِن ذَلِكَ مَا كَرِهَ اَبِي. والسَّلَامُ عليكِ)

فَاِنْ قَالَ قَائِل: مَا السَّبِيلُ اِلى العَمَلِ بِذلك؟ قِيْلَ: لزُومُ مِنْهَاجِ الاَئمَةِ الْمُتَّقِيْن، والنظرُ فى آدابِ الْمُسْتَرْشِدِيْن لِمَعْرفَةِ الخَطْوِ، والتيقُّظ بِالْمُحَاسُبَةِ والعَمَلُ بالاِنصَافِ، والتحرُّزُ بِكَفِّ الاَذَى، وبَذْلُ الفَضْلِ بِتَرْكِ المِنَّةِ، وحُسْنُ السَّمْتِ بِغَيرِ حَسَدٍ، وَالْقَنَاعَةُ بِحُبِّ الخُمُولِ، وطُولُ الصَّمتِ رَغْبَةً فِى السَّلَامَةِ (١)، والتَّوَاضُعُ لِلْخَلْقِ بِلَا وَحشَة، وَالْاَنْسُ

بِالذِّكرِ فی الْخَلْوَةِ، وَتَفَرُّغُ القَلبِ لِلْخِدْمَةِ، واجْتِمَاعُ الْهمِّ

بِالْمُرَاقَبَةِ، وطَلَبُ النَّجاةِ فِی طَرِیْقِ الاسْتِقَامَةِ۔

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ و جَلَّ: (اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰہ ثُمَّ

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُون) وقَالَ سُفْیَان بنُ

عبْدُ اللّٰہ الثَّقَفِیْ: یَا رَسُول اللّٰہ حَدِّثْنِیْ بِامرٍ اَعْتَصِمُ بِهِ، قَالَ:

"قُلْ آمَنتُ بِاللّٰہ، ثُمَّ استَقِم" وَقَالَ عُمَر بن الخطَّاب رضی اللّٰہ

عنهُ: (استقاموا): لِلّٰہِ بطَاعَتِہ، وَلَمْ یَرُوْغوا رَوَغَانَ الثَّعَالب

وقَالَ ابو العَالِیَة الرِّیاحِی: (استقاموا): اَخلَصُوا اللّٰہ الدِّیْنَ

والدَّعْوَةَ وَالْعَمَلَ وَاَصْلُ الاِسْتِقَامَة فی ثَلَاثَةٍ: اتِّبَاعُ الکِتَابِ،

والسُّنةِ، ولُزُومُ الجَمَاعَةِ۔

وَاعْلَمْ اَنَّ اَنجی طَرِیقٍ لِلْعَبْدِ: العمَلُ بِالعِلْم، والتحرُّزُ

بِالخَوْفِ، وَالْغِنی بِاللّٰہ عَزَّ وجَلَّ فَاشْتَغِلْ بِاصْلَاحِ حَالِكَ،

وَافْتَقِرْ إِلىٰ رَبِّكَ، وتَنَزَّهْ عَنِ الشُّبُهاتِ، وَاَقْلِلْ حَوائِجَكَ إِلىٰ

النَّاس، واَحِبَّ لهُم مَاتُحِبُّ لِنَفْسِكَ، وَاكْرَهْ لَهُم مِثْلَ ذٰلِكَ، ولا

تَكْشِفَنَّ سِتْراً۔

وَلَا تُحَدِّثَنَّ نَفْسَك بخَطِيْئَةٍ، وَلَا تُصِرَّنَّ علىٰ صَغِيْرَةٍ،

وَافْزَعْ إِلىٰ اللهِ عِنْدَ كُلِّ فَاقَةٍ، وَافْتَقِرْ إِليهِ فى كلِّ حَال، وتوكَّل

عَلَيْهِ فِى كُلِّ اَمْرٍ وَاعْتَزِلِ الهَوىٰ، وَلَا تَقْنَع مِنْ نَفسِكَ

بالتربُّصِ، وَاَخْمِلْ ذِكْرَكَ، واَدِمْ للهِ شُكْرَكَ، واَكْثِر مِنَ

الِاسْتِغْفارِ، وَاعْتَبِر بالافكارِ۔

وَعَلَيْكَ باتانِّي عندَ مَوَارِدِ العَجَلَة، وَحُسنِ الاَدَبِ فى

المُخَالَطَةِ ولا تَغْضَبْ لِنَفْسِكَ عَلىٰ الناس، وَاغْضَب للهِ عَلىٰ نَفسِكَ

ولا تُكافِئَنَّ اَحداً بِاسَاءَةٍ، وَاحْذَرِ المِدْحَةَ لِلْجَاهِلِ بنَفْسِهِ، وَلَا

تَقْبلهَا لِنَفْسِكَ مِن اَحدٍ واَقلل الضَّحِكَ وَجانِبِ المزاحَ۔

وَاكْتُمِ الاَوْجَاعَ، واَظْهِرِ التَّعفُّفَ، وَاسْتَبطِنِ الثقة،

وَاسْتَشْعِرِ الْيَاسَ و حُسْنَ الفَقْرِ، وَاصْبِرْ عَلَى مَا اَصابَكَ، وَارْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ، وكُن مِن وَعدِ اللّٰهِ عَلَى يقين وَمِن آثَارِكَ فى وَجَل. ولا تتكلَّفَنَّ مَا قد كُفِيتَهُ، ولا تُضِيعَنَّ مَا وُكِّلتَ بَطَلبِهِ، وافْتَقِر الى اللّٰهِ فى كلّ عَطَايِهِ، وارغَب فى النجاةِ مِنْهُ۔

وَاَعفُ عمَّن ظَلَمَكَ، واَعطِ مَن حَرَامَكَ، وَصِلْ فى اللّٰه مَنْ قَطَعَكَ وآثِرْ فِى اللّٰه مَنْ اَحبَّكَ، وَابْذُل نَفْسَكَ وَمَالَكَ لِاِخوَانِكَ، وَارْعَ حقوقَ المَوْلٰى فى دِينِكَ، ولَا يَعْظُمُكَ كَبِيرُ مِنَ المَعْرُوفِ تَفْعَلُهُ، وَلَا تَحْقِرَنَّ صَغِيراً مِنَ المنكرِ تفعَلُهُ۔

وَاحْذَرُ التَزيُّنَ بالعِلمِ، كَمَا تَحْذَرُ العُجبَ بالعَمَلِ، وَلَا تَعْتَقِدَنَّ باطِناً مِنَ الاَدَبِ يَنقُضُهُ عَلَيْكَ ظَاهِرٌ مِنَ العِلم، وَاَطعِ اللّٰه فى معصيةِ الناس، وَلا تُطِعِ الناسَ فى معصيةِ اللّٰهِ تعالَى، ولا تَدَّخِرَنَّ مِن جُهدِك عنِ اللّٰهِ شَيئاً، وَلَا تَرْضَ مِنْ نَفسِكَ للّٰهِ عَملاً، وَقُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ فى صَلاتِكَ جُمْلَةً۔

وَادِّ زَکَاةَ مَا اُفتَرَضَ اللهُ عَلَیْکَ بالنّشاطِ وَالرغُبَةِ،
وَاحُفَظْ صَوْمَکَ مِنَ الکذِبِ والغِیْبَةِ۔

وَارُعَ حَقَّ الجارِ والمِسکِیْن وَالُقرِیْب، وَادِّبْ اَهْلَكَ
وَارُفُقْ بما مَلَکَتْ یَمِینُكَ، وکُن قوَّاماً بالنَّشَاطِ کما اَمَرَكَ،
واذَا حُرِّکْتَ لخَیرٍ فتعَجَّلُهُ، وما اشْتَبَهَ علیكَ فَدَعُهُ والزَمِ
الرَّحْمَةَ لِلمؤمنین، وقُلِ الحقَّ حیثُماکُنتَ۔

ولا تُکثِرِ الایْمانَ وان کُنتَ صَادِقاً، وَاحُذَرِ التوسُّعَ فی
المَنُطِقِ وَانْ کُنتَ بَلِیْغاً، وایَّاكَ والتکلُّفَ فی الدِّینِ وَانْ کُنْتَ
عَالماً وَقَدِّمِ العِلْمَ قبلَ کلّ مقالٍ۔

والزم الاِشفاقَ بعدَ الاجتهادِ، وَدَارِ النَاسَ ما سَلِمَ لكَ
الدِّینُ، واحذَرِ المُدَاهنَةَ اَصلاً۔

وَخَالِقِ النّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ . ولا تَسْتَحِيَنَّ اَنْ تَقُولَ فِيمَا لَا تَعْلَمُ: اللّٰهُ اَعلم۔

ولا تَنْشُرْ حَدِيثَكَ عِنْدَ مَن لَا يُرِيدُهُ، ولَا تَبْذُلْ دِيْنَكَ عِنْدَ مَن يُبَغِّضُهُ اِلَيْكَ . وَلَا تَتَعَرَّضْ مِنَ البَلاءِ مَا لا طَاقَةَ لَكَ به، واَكْرِمْ نَفْسَكَ عَمَّن يُهِيْنُها، ونَزِّهْ هِمَّتَكَ عَن دَنَاءَةِ الاَخْلَاقِ، وَلَا تُوَاخِ اِلَّا اَمِيْناً، ولا تُبْدِ اَسْرَارَكَ لِكُلِّ النَّاس، ولا تُجَاوِزْ بِالْمرءِ حَالَهُ، ولا تَدْخُل فی اَمرٍ لَم تُدعَ اِليهِ۔

وَوَقِّرْ مَجَالِسَ العُلَمَاء، وَاعْرِف قَدْرَ الحُكَمَاء۔

وَلَا تَدَعِ المُكَافَاةَ والصَّنَائِعَ، وَاَعْرِضْ عَنِ الجُهَّالِ، وَاحْلُمْ عَنِ السُّفَهَاءِ، وَشَاوِرْ فی اَمْرِكَ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ اللّٰه۔

وَانْصُرْ اَخَاكَ مَظْلُوماً، وَرُدَّهُ اِلى الحَقِّ اِن كَانَ ظَالماً، وَابْذُلْ لَهُ حَقَّهُ مِنْكَ، وَلَا تُطَالِبْهُ فی حَقِّكَ مِنْهُ، وَيَسِّرْ عَلَى الغَرِيْمِ، وارفُق بالاَرمَلَةِ واليتيم، واَكْرِمِ الصَّابِرِيْنَ مِنَ الفُقَرَاءِ، وَارْحَم اَهْلَ البَلاءِ مِنَ الاَغنياء، وَلَا تَحْسُدَنَّ اَحَداً عَلَى نِعمَةٍ۔

ولاتذکر احداً بغیبۃٍ، وَسُدّ علی نفسِکَ بَابَ سُوءِ
الظَّنّ بِخوفِ المَسْاَلۃِ، وَافتح بَابَ حُسنِ الظنّ بِسعۃِ التّاوِیلِ،
وَاَغلِق بَابَ الطّمع بالاِیاس واستفتح بَابَ الغِنیٰ بِالقَناعۃِ،
ونَزِّہ ذِکرَ اللہِ عَن اِضافۃِ المکارِہ۔
وَحَصّلِ الاَوقات، وَاعرِف مَا یَذھَبُ بِہِ لَیلُکَ ونھارُکَ
وجَدِّدُ فِی کُلِّ وقتٍ توبۃ، واجعَل عُمُرکَ ثلاثَ سَاعات سَاعۃً
لِلعِلمِ، وسَاعۃً لِلعَمَلِ، وسَاعۃً لِحُقوقِ نفسِکَ و مَا یلزمُکَ
وَاعتبر بمَن مَضٰی، وتفکر فی مُنصرَفِ الفریقَینِ بَینَ یدی
اللہ تعالٰی: فَرِیقٍ فی الجنّۃِ بِرِضَاہُ، وفَرِیقٍ فی السّعیرِ بسخطِہِ،
واعرِف قُربَ اللہِ مِنکَ، وَاکرمِ الحَفَظَۃَ الکَاتِبِین۔
وتناول نِعمَ اللہِ بالفھم، ورُدَّھا اِلیہِ بحُسن الثناءِ
والشُّکرِ۔

وَاحْذَر مِنِ اتِّهَامِ النَّفسِ بِرُؤيَةِ المَقَامَات، وتسَفُّهِ الحقّ بغَمْطِ النَّاسِ فَإنه سُمٌّ قَاتِلٌ، واعْتَزِلْ خوفَ السُّقُوطِ مِن اَعْيُنِ النَّاسِ لخوف مَقْتِهِم، وَخَوفَ الفقرِ: بقربِ الاَجل، وَاَخفِ اَثَرَكَ ما استَطَعْتَ۔

وَابْذُلِ الجُهْدَ عِنْدَ المَشُورَة، واَحِبَّ فى اللهِ بعَزْمٍ، وَاقْطَعْ فى الله بِحَزْمٍ، ولا تُخَالِلْ اِلَّا تَقِيّاً عَالِماً، ولا تُخَالِطِ اِلَّا عَاقلاً بصِيراً. وكُن مُقتدياً بِمَن قَبلَكَ مِنَ الاَئمَّة، ومُعَلِّماً لِمَن بَعدَكَ مِنَ الاُمَّة. اِماماً لِلمُتَّقِينَ، كَهفاً لِلمُستَرشِدِينَ۔

ولا تُظهِرَنَّ اِلَى اَحدٍ شكوى، ولا تَاكُل بِدِينِكَ الدُّنيا وخُذ بحَظِّكَ مِنَ العُزلَة، ولا تَاخُذَنَّ اِلا حلالاً، وجَانِب الاِسراف، واقنَع مِن الدُّنيا بالكَفَافِ۔

وَاطْلُبِ الاَدَبَ فِى بَسَاتِينِ العِلْم، وَالاُنس فى مَوَاطِنِ الخلوة، وَالْحَيَاءَ فِى شِعابِ النَّفسِ، والاعْتِبَارَ فى اَوْدِيَةِ

التفكُّر، والحِكمَةَ فى رِياضِ الخَوفِ. وَاعْرِف دَوَامَ إحسَانِ اللهِ
إلَيكَ مَع مُخَالَفَتِكَ لأمرِهِ، وحِلمَهُ عَنكَ مع إعرَاضِكَ عن
ذِكرِهِ، وسَترَهُ عَلَيكَ مع قِلَّةِ حَيَائِكَ منه، وغِنَاهُ عَنكَ مَع
فَقرِكَ إلَيهِ۔

اَينَ عالمٌ بربِّه ؟ اَينَ خَائِفٌ مِن ذَنبِهِ؟ اَينَ مَسرُورٌ
بِقُربِهِ؟ اَينَ مَشغولٌ بِذِكرِهِ؟ اَينَ مُشفِقٌ مِن بُعدِهِ؟ هُو ذَا
مَغفُورٌ لَهُ يا مَغرور!! الم يَرَكَ الجليلُ قد هَتَكتَ السُّتُورَ؟!

وَاعلَم يا اَخى اَنَّ الذُّنُوبَ تُورِثُ الغَفلَةَ، وَالغَفلَةَ تُورِثُ
القَسوَةَ، وَالقَسوةَ تُورِثُ البُعدَ مِنَ الله، وَالبُعدَ مِنَ اللهِ
يُورِثُ النَّار! وَإنَّمَا يَتفكَّرُ فى هَذِهِ: الاَحياءُ، وَاَمَّا الاَمواتُ
فقد اَمَاتُوا اَنفسَهم بِحُبِّ الدنيا۔

وَاعلَم اَنَّه كَمَا لَا يُغنى ضَوءُ النَّهَارِ: الاَعمَى، كذلك لا
يُضِىءُ بنور العلم اِلا اَهلُ التُّقَى. وكما اَنَّ المَيِّتَ لَا يَنفعه
الدَّواء، كَذلكَ لا يُفِيدُ الاَدَبُ فى اَهلِ الدَّعوَى. وَكَما لا يُنبِتُ

الوَابِلُ الصَّفا، كَذَلِكَ لا تُثْمِرُ الحِكْمَةُ بِقَلْبِ مُحِبِّ الدُّنيا، وَمَن اَلِفَ هَواهُ قَلَّ اَدَبُهُ، وَمَن خَالَفَ دَلالَةَ عِلْمِهِ كَثُرَ جَهلُهُ. وَمَن لَم ينفَعهُ دَوَاءُهُ كَيفَ يُدَاوِى غَيرَهُ؟!

وَاعْلَمْ اَنَّ اَروَاحَ النَاس اَبداناً اَهلُ الزُّهدِ فى الدُّنيا وَاَتعَبَ النَّاسِ قُلوباً و اَكثَرَهُم شُغلاً اَهلُ الاهتمامِ بالدُّنيا وَاَعونُ الاَخْلاقِ عَلَى الزُّهدِ قِصَرُ الاَمَلِ وَاَقرَبُ حَالاتِ اَهلِ المَعْرِفَة: ذِكرُ القيامِ للّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ. قَالَ اللّٰه عَزَّ و جَلَّ: (اِنَّ اللّٰهِ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبا)

وَاعْلَم اَنَّهُ لا طَرِيق اَقْرَبُ مِنَ الصِّدق، وَلا دَليلَ اَنجَحُ مِنَ العلم، وَلَا زَادَ اَبلَغُ مِنَ التَّقوى، وَمَا رَايتُ اَنْفَى لِلْوسواس مِنْ نزك الفُضُولِ، وَلَا اِنْوَرَ لِلْقَلْبِ مِنْ سَلَامَة الصَدْرِ. ووَجَدتُ كَرامَةَ المُؤمِنِ تَقْوَاهُ، وحِلْمَهُ صَبرَهُ، وعَقلَهُ تجمُّلَهُ، ومَوَدَّتَه تجاوُزَهُ وَعفوَهُ وَشَرفَهُ تَواضُعَهُ وَرِفقَهُ۔

وَاعْلَم اَنَّ مَحبَّةَ الغِنَى — مع الختيارِ اللّٰه لِعبدِهِ

الفقر — تسخّط، ومحبّة الفقر — مع اختيار الله لعبده الغنى — جور، و كلّ ذلك هربٌ من الشكر لقلّة المعرفة، و تضييع للأوقات من قصر العلم۔

وذلك انّ ايمان الغنىّ لا يُصلحه الفقر، وايمان الفقير لا يُصلحه الغنى، كما جاء فى الخبر انّ الله تعالى يقول "انّ من عبادى من لا يُصلح ايمانه الّا الفقر، ولو اغنيته لافسده ذلك، وانّ من عبادى من لا يُصلح ايمانه الا الغنى، ولو افقرته لافسده ذلك"۔

وكذلك فى الصّحّة والسّقم، فمن عرف الله لم يتّهمه، ومن فهم عن الله رضى بقضائه. ولو لم يكن لاهل العلم الّا هذه الآية لكفتهم: (وربّك يخلق ما يشاء ويختار، ما كان لهم الخيرة)

واحذر اخلاق الجاهلين، ومجالسة المذنبين، ودعاوى المعجبين، ورجاى المغترّين، ويأس القانطين وكن

بالحقِّ عامِلاً، وباللهِ واثِقاً، وبالمعروف آمِراً، وعنِ المُنكَرِ ناهِياً فإنَّ مَن صدَقَ الله نَصَحَهُ، ومَن تزيَّنَ لغيرِهِ فضحَهُ، ومَن توَكَّل عليهِ كَفَاهُ، ومَن وَثِقَ بغيرِهِ مَقتَهُ، ومَن خافَهُ اَمَّنَهُ، ومَن شكَرَهُ زادَهُ، وَمَن اَطاعَهُ اَكرَمَهُ، وَمَن آثَرَهُ اَحبَّهُ۔

واحذَر اَن تَدِيْنَ لِلّٰهِ بِالْعقلِ، وتَعْمَلَ بالهوى، وتَتْرُكَ الحقَّ، وتَبُوءَ بِالْبَاطِلِ، وتَتَمَنَّى المَغْفِرَةَ و اَنتَ بِالْيَقِيْنِ اَصْلهُ، وَعَلَا بالصِّدْقِ فَرعُهُ، واَثْمَرَ بالوَرَعِ نَبَاتُهُ، وقامَ بالاِشفاقِ بُرهَانُهُ، وَحُجِبَ بِالْخَشْيَةِ اَسْتَارُهُ، فَلَا تَرضَ مِن نَفْسِكَ بالتَّوانِي، فإنَّهُ لا عُذرَ لاَحَدٍ فی التَّفْرِيطِ، ولا لاَحَدٍ عَنِ اللهِ غِنَى۔

وَاعْلَمْ اَنَّ مِن سَعَادَةِ المَرءِ: حُسْنَ النية فِيمَا عِند اللهِ تَعَالَى، والتوفيقَ لِمَحَابّهِ. و مَن اَرادَ اللهُ بِهِ خيراً وَهَبَ لَهُ العقلَ، وحبَّبَ اِليهِ العِلمَ۔

وحَبَاهُ بالاِشفاقِ، واستعمَلَهُ بالرِّفقِ، واَغنَاهُ

بالقناعةِ، وبصّرهٗ عيبهٗ۔

واعلم — رحمكَ الله — انّ الصِّدقَ والاِخلاصَ : اَصلُ

كُلِّ حَالٍ ، فمن الصِّدقِ يتَشَعَّبُ الصَّبرُ والقناعَةُ والزُّهدُ

والرضَا والاُنسُ . وعن الاِخلاص يتَشَعَّبُ اليقينُ والخوف

والمحبَّةُ والاِجلالُ والحياءُ والتعظِيمُ۔

ولكلِّ مؤمِن فی هٰذِهِ المقامَاتِ مَوطِنٌ يُعرَفُ بهِ حَالُهُ،

فيقالُ له : خَائِف، وفيهِ الرجاء، و: راج، وفيهِ الخوف، و:

صَابِرٌ، وفيهِ الرِّضا، و: مُحِبٌّ، وفِيهِ الحَياءُ . وقُوَّةُ كلِّ حَال و

ضعفُهُ : بِحَسَبِ اِيمانِ العبدِ و معرفتِهِ۔

ولكلِّ اَصل مِن هٰذِهِ الاَحوال ثَلَاثُ عَلَامَات يُعرَفُ

بِها الحالُ:

فَالصِّدقُ فی ثَلاثَة اَشياء لَا تَتِمُّ اِلَّا بهِ: صِدقُ القَلْبِ

بِالاِيمانِ تَحقِيقاً، وصِدقُ النيَّةِ فی الاَعمَالِ، وصِدقُ اللفظِ فی

الكلامِ۔

والصَّبرُ فی ثلاثه اَشیاء لا تَتِمُّ اِلَّا بِهِ: الصَّبرُ عَن مَحارمِ اللّٰه، واصَّبرُ عَلَی اتّباعِ اَمرِ اللّٰه، والصَّبرُ عِندَ المَصائِبِ احتِسَاباً للّٰهِ۔

وَالقَنَاعَةُ فی ثَلاثة اَشْیاء: قِلَّةُ الغِذَاءِ بعدَ وجودِهِ، وَصِیَانَةُ الفقرِ عندَ العَدمِ وقِلَّةِ الاَسبَابِ، واسُّکُونُ اِلی اَوقَاتِ اللّٰهِ عزَّوجَلَّ مع حُلُولِ الفَاقَة۔

وَلِلقَنَاعَةِ اَوَّلُ وَ آخِرُ، فَاَوَّلُها: تَرکُ الفُضُولِ مع وُجُودِ الاتّسَاع، وَآخِرُهَا وُجُودُ الغِنَی مع فَقدِ الاَسْبَابِ، ومِن هَهُنَا قَالَ بعضهُم: القَناعَةُ اَعْلَی مِنَ الرِّضَا واِنَّما اَرادَ قناعَةَ التَّمَام، لاَنَّ الرَّاضِی لا یَتعَرَّضُ فی المَنعِ والعَطاءِ، والقانِعَ غَنِیٌّ بربّهِ، لا یُحِبُّ الزّیادَةَ معهُ مِن حَظّ هُولَهُ اِلا مِنهُ لَهُ۔

والزُّهدُ فی ثَلَاثَةِ اَشیَاءَ — لا یُسَمَّی زاهِداً اِلا بِهَا -: خَلعُ الاَیدِی مِنَ الاَملَاکِ، وَنزَاهَةُ النَفسِ عَنِ الحَلَالِ،

واسهو عنِ الدُّنيا بِكَثرَةِ الاَوقَاتِ۔

ويكون الرَّجُلُ مُتَزَهِّداً بِثَلاثَةٍ اُخَرَ: حِميَةُ النَّفسِ عندَ ترامى الارادات، والهَرَبُ مِنْ مَوَاطِنِ الغِنَى، واَخذُ المَعلُومِ عِنْدَ الحَاجَةِ۔

وَالاُنُسُ فى ثَلَاثَةِ اَشْيَاء: اُنسُ بالعِلمِ والذكرِ فى الخلوةِ، واُنسُ باليقينِ والمعرفةِ مع الخلوةِ، واُنس باللّٰهِ عَزَّ وجلَّ كلِّ حَال۔

والرِّضَا: نِظَامُ المحبَّةِ، ونفَفسُ التوكُّلِ: رُوحُ اليقين، وقد ذُكِرَ عن اَيوب السِّختِيانِى وَالفُضَيلِ بن عِيَاض رحمَةُ اللّٰهِ عليهما اَنهُمَا كَانَا يَقُولان: الرِّضَا: التوكل۔

فَهذِهِ شُعَبُ الصّدقِ الماخُوذَةُ باَوصاف العِلمِ وكَانَ سُفيانُ الثورى رَحِمَهُ اللّٰهَ يقول: اِذا كَمَلَ صِدقُ الصَّادِقِ لَم يَملِكَ مَا فى يَدَيهِ۔

واَما شُعَبُ الاخلاصِ فلا يُسَمَّى المُخلِصُ مُخلِصاً حتَّى

يُفرِدَ اللهَ عزَّ وجلَّ مِنَ الاَشبَاهِ وَلاَنْدَادِ، والصاحِبَةِ والاَولادِ۔

ثمَّ اِرادَتُهُ اللهَ بِاِقامَةِ التوحيدِ، وجمعُ الهمَّ لهُ وبهِ فى النَّفْلِ والفرْضِ۔

وصِحَّةُ اليقينِ فى ثَلاثةِ اَشياء: سكونُ القَلبِ اِلى الثقةِ باللّٰه، والانقيادُ لاَمرِ اللّٰه، ولاِشفاقُ والوَجَلُ مِن سَابِقِ العِلمِ۔

وَلِلْيَقِيْنِ اَوَّلٌ و آخِرٌ، فَاَوَّلُهُ: اطُّمانينَةُ، و آخِرُهُ: اِفرادُ اللّٰه بالكفاية، لقولِهِ جَلَّ وَ عَزَّ: (يا اَيُّها النبىُّ حَسبُكَ اللّٰهُ وَمَن اتَّبعَكَ مِنَ المُؤمِنين)، والحَسبُ هُوَ: الكافى، والمُكتفِى هُوَ: العَبدُ الرَّاضِى بِما قَضَى۔

واِنَّما قلنا: آخِرُ اليقين مِن وجودِ اَوصافِ العبدِ فى مقامِ الاِيمان لا فى آخِرِ اليقين مِنَ العِلمِ، ولَن يَبلُغَ ذَلِكَ اَحدٌ مِن خَلقِ اللّٰه، كَمَا قَالَ رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم: "لَن يَبلُغَ اَحدٌ

مِن خَلقِ اللهِ کُنْهاً" قَالوا : یا رسول الله اِنَّا بَلَغنَا اَنَّ عِیسَی
ابنَ مَریَم عَلیهِ السَّلامِ کَانَ یَمشِی عَلَی المَاءِ؟ قَالَ : "لَوازدادَ
یَقیناً وخَوفاً لَمَشَی فی الهوَاءِ"

ولا یکونُ الخَوفُ اِلا بعد الیقین، وَهَل رَاَیتَ خَائِفاً لِمَا
لَم یَستَیقِنهُ؟۔

والخوفُ فی ثلاثةِ اَشیاء: خَوفُ الاِیمان، وَعَلَامَتَهُ
مُفارَقَةُ المعاصِی والذنوب، وهو خَوفُ المُرِیدِین، وخَوفُ
السَّلَف، وعَلامَتُهُ الخشیةُ والاِشفاقُ والوَرَعُ، وهوخَوفُ العلماء،
وخَوفُ الفَوت، وعَلامَتُهُ بَذلُ الجُهدِ فی طَلَبِ مَرضَاةِ اللهِ بوجود
الهَیبَةِ والاِجلالِ للهِ عَزَّ وجلَّ، وهوخَوفُ الصِّدِّیقین۔

ومقامٌ رابعٌ فی الخوفِ خَصَّ اللهُ بِهِ الملائکَة والاَنبیاءَ
علیهم السلام، وهو خَوفُ الاِعظامِ، لاَنَّهم آمِنونَ فی اَنفسِهم
باَمَانِ اللهِ لهم، فَخَوفُهُم تَعَبُّدُهُم للهِ اِجلالاً واِعظاماً۔

والمحبَّةُ فی ثلاثةِ اَشیاء — لا یُسَمّٰی مُحِباً للّٰهِ عزَّ وجلَّ اِلا بها — مَحَبَّةُ المؤمنین فی اللّٰهِ عزَّ و جلَّ، وعلامَةُ ذلکَ: کَفُّ الاَذٰی عَنهُم، وجَلبُ المَنفَعَةِ اِلَیهِم۔

وَمَحَبَّةُ الرسولِ للّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عزَّ و جلَّ، وعَلامَةُ ذلکَ اتّباعُ سُنَّتِه، قالَ اللّٰهُ جَلَّ ذِکرُہُ: (قُلْ اِنْ کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰه)

وَمَحَبَّةُ اللّٰه عزَّوجلَّ فی اِیثَارِ الطاعةِ عَلَی المَعْصِیَةِ، وَیُقَالُ: ذکرُ النِّعمَةِ یورثُ المَحبَّة۔

وللمَحَّبَةِ اَوَّلُ و آخِرُ، فاَوَّلُهَا: محبَّةُ اللّٰهِ بالاَیادِی وَالمِنَنِ، قالَ ابنُ مسعُود رضِی اللّٰه عنهُ: جُبِلَتِ القُلوبُ عَلَی حُبِّ مَن اَحسَنَ اِلیها۔

وَاَعلَاهَا المَحبَّةُ لِوُجُوبِ حقِّ اللّٰهِ عزَّ وجلَّ، قالَ علی بنُ الفُضَیل رحمةُ اللّٰهِ علیهِ: اِنَّما یُحِبُّ اللّٰهُ عزَّ وجلَّ لاَنه هُوَاللّٰه۔

وقالَ رجُلُ لِطَاووس: اَوصِنِی قالَ: اُوصِیکَ اَن تُحِبَّ

اللّٰہَ حُبّاً حَتّٰی لا یکون شیٔ اَحَبَّ اِلیکَ مِنہُ، وخَفہُ خوفاً حتّٰی لا یکون شیٔ اَخوَفَ اِلیکَ مِنہُ، وارجُ اللّٰہَ رَجاءً یَحُولُ بَینکَ وبَینَ ذٰلکَ الخوفِ، وارضَ للناسِ مَا ترضیٰ لِنفسِکَ، قُم فَقَدْ جَمَعتُ لَکَ التوراۃَ والاِنجِیلَ والزَّبُورَ والفُرقَانَ۔

وَالاِجْلالُ والتَّعْظِیمُ مِنَ الحیاءِ بِمَنزِلَۃِ الراس مِنَ الجَسَدِ، الَّذِیْ لا غِنَی لاَحَدِھِمَا عَن صَاحِبِہٖ، واِذَا اسْتَحْیَا العَبْدُ مِن رَبِّہٖ اَجَلَّہُ واَفضلُ الحَیَاءِ المراقبۃُ للّٰہِ عَزَّوجلَّ۔

والمُرَاقَبَۃُ فی ثلاثۃِ اَشیاء: مُرَاقَبَۃُ اللّٰہ فی طَاعتِہٖ بالعملِ، و مُرَاقَبَۃُ اللّٰہِ فی مَعصِیتہٖ بالتَّرکِ، و مُراقبَۃُ اللّٰہ فی الھَمّ والخواطِرِ، لِقولِ النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: "اُعْبُدِ اللّٰہ کَاَنَّکَ تَرَاہُ، فاِن لَم تکُن تَرَاہُ فاِنہُ یَرَاکَ"۔

ومُرَاقَبَۃُ القَلْبِ للّٰہِ عَزَّوجلَّ اَشَدُّ تَعَباً عَلَی البدنِ مِن مُکابَدَۃِ قِیامِ اللیلِ، وصِیامِ النھارِ، واِنفَاقِ المَالِ فی سَبِیلِ اللّٰہِ۔

وقد ذُكِرَ عن علی بن اَبی طالب رضی اللّٰہُ عنہُ اَنہُ کَانَ یَقولُ: اِنَّ للّٰہِ فی اَرضِہ آنِیَۃً، واِنَّ مِن آنِیَتہِ فیھا القُلُوبُ، فَلَا یَقْبَلُ مِنْھَا اِلّاَ مَا صُفِّیَ وَصَلُبَ وَرَقَّ۔

وَمَعنَی ذٰلِکَ: اَن یُصَفِّیَ القَلْبَ للّٰہِ عزَّ وجَلَّ بِاِتِّبَاعِ اَمْرِہِ وَنَھْیِہِ وَمُشَاھَدَۃِ الصِّدقِ وَلْاِشْفَاقِ، وصَفَّاہُ لِرَسُولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقبولِ مَا اَتَی بِہِ قولاً وَعَمَلاً ونیَّۃً، وَصَفَّاہُ لِلمُؤمِنینَ بِکَفِّ الاَذَی وَاِیصَالِ النَفْعِ۔

واَمَّا مَعنَی قولِہِ : "وَصَلُبَ" فَمَعنَاہُ: قَوِیَ فی اِقَامَۃِ الحُدُودِ للّٰہِ تَعَالَی، والاَمرِ بِالمَعرُوفِ والنَّھیِ عَنِ المُنکَرِ۔

وَقَولِہِ: "وَرَقَّ" فالرِقَّۃُ عَلَی وجھَین: رِقَّۃُ بِالبُکَاءِ، وَرِقَّۃُ بِالرَّافَۃِ، وبِاللّٰہِ التوفِیق، وھو حَسبُنَا اللّٰہُ ونِعمَ الوَکِیلُ۔

زیرنظر ''رسالۃ المسترشدین'' امام محاسبیؒ کی انتہائی اہم تالیفات میں ذکر کیا جاتا ہے ترجمہ و تحقیق کے لیے ہم نے اپنے پیش نظر اس نسخہ کو رکھا ہے جس پر تحقیق و تعلیق کا کام شیخ عبدالفتاح ابو عذۃ نے کیا ہے۔ رسالۃ المسترشدین پہلی مرتبہ تحقیق و تخریج کے ساتھ ۱۹۶۴ء میں حلب سے شائع ہوا جبکہ پانچویں مرتبہ یہ ۱۹۸۳ء میں قاہرہ سے شائع ہوا۔ ہمارے پیش نظر مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب کا شائع کردہ نسخہ ہے۔ شیخ عبدالفتاح نے اس رسالۃ المسترشدین پر تحقیق و تخریج کے کام میں شرح وبسط سے کام لیا ہے۔